مرتبہ
جناب مولانا مولوی عبد السبحان صاحب
بہ
حکم الفقرا حاجی الحرمین الشریفین ملک محمد کمال الدین احمد بیرسٹر

تیرھویں صدی ہجری کے مجدّد

جو بہ اتباع سنت حضرت سرور کائنات فخر موجودات محض اُمّی تھے۔ لیکن آپ کو جناب رسُول مقبول صلعم کی جسمی زیارت نصیب ہوئی۔ جن کو غیب سے خوان نعمت ملا کرتے تھے جن کی سواری کے جانور حرام غذا نہ کھاتے تھے جب وہ نواب امیر خاں والئے ریاست ٹونک کی فوج میں بطور سپاہی کام کرتے تو انگریزی سپہ سالار فوج آپ کے ہمراہ دشمن کے دستہ میں آگیا اور جنگ سے تائب ہوا۔ جن کے دشمن آپ کو قتل کرنے آتے تو مرید دست بعیت ہو جاتے جن کے خدام کو ہمیشہ غیب سے خرچ ملتا تھا جن کی دعا سے شیعہ عالم رویا میں خود حضرت سرور کائنات روحی فداہ سے نصیحت پا کر رافض سے تائب ہوا۔ جن کی دعا سے دیوانے ہوشیار اور کسبیاں تائب ہو کر نیکوکار ہو گئیں۔ جو جج پر گئے تو راستے میں انگریزوں نے دعوت دی جن کی مخالفت سے بڑے بڑے ہوشیار مجنون ہو گئے جن کے ہاتھ پر ایک مالدار ہندو سیٹھ سچا خواب دیکھ کر مسلمان ہوا۔ جن کے قافلے کو غیبی اونٹوں نے عدن پہنچایا۔ غرض جن کی کرامات کا سلسلہ ایک بحر ناپیدا کنار تھا۔ اس بزرگ کے حالات وکرامات کے لئے آپ پونے تین سو صفحہ کی کتاب **سوانح احمدی** یعنے حالات حضرت سید احمد صاحب بریلوی منگا کر ملاحظہ فرمائیں
قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف دو روپے .. .. .. (عگر)

ہندوستان میں عرفان کی پہلی تجلی یعنی حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں بہترین کتاب۔ قیمت ۵/

شمس تبریز مولانا روم علیہ الرحمۃ کے مرشد حضرت خواجہ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وخوارق عادات میں کتاب اعلیٰ درجہ کی تصنیف ہے۔ قیمت ۶/

میلاد النبیؐ سرور کائنات فخر موجودات حضرت رسول کریمؐ کے حالات زندگی۔ قیمت (۶/)

آئینہ خود شناسی تصوف کی بے نظیر لاجواب کتاب ہے خداشناسی و خدارسی کا رہبر۔ قیمت ۶/

گھڑی کے لاکٹ قرآن مجید نہایت خوبصورت مجلد وزنی چھ ماشہ معہ خوردبین شیشہ نہایت خوبصورت لاکٹ میں بند گھڑی کے ہمراہ لٹکا دیجئے۔ جب دل چاہے تلاوت کر لیجئے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے .. .. (عہ/)

عربی بول چال جس میں مبتدیوں کو زمانہ حال کی عربی زبان سیکھنے اور عربی بولنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ قیمت بارہ آنے .. .. .. (۱۲/)

سی پارہ دل یا مجموعہ مضامین خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی۔ قیمت .. (عہ/)

الفاروق سوانحعمری حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی مؤلفہ مولانا شبلی نعمانی صاحب۔ قیمت (عگر)

ملنے کا پتہ

مینجر کارخانہ صوفی آبحیات ڈاکخانہ صوفی آبحیات منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

شاہِ عربی قبلۂ اربابِ نجات — آئینۂ ذات آمد و مرآتِ صفات

در پیرویِ اوست علوِّ درجات — لازال علیہ زاکیات الصلوات

یا رب تیری ثنا اور ہماری گویائی کوزہ میں دریا کی سمائی ہم اور نعت صاحبِ لولاک
چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔ یہ سب تیری قدرت کے کرشمے ہیں۔ کسی کو کثرت کے
پردے میں وحدت کا جلوہ دکھا کر سودائی بنایا۔ کسی کو عقل کی پیچیدہ راہوں میں عمر بھر
بھٹکایا۔ یہ سب ہے مگر فی الحقیقت دونوں ایک دام کے وابستہ ایک ہی تیغ کے خستہ ہیں
یگانۂ ذکر و فکر اذکر کہ کے چشمِ معرفت کے مائل ہیں تو یہ انا ھو الصمد
کی تیغِ تغافل کے گھائل۔ حقیقت بینوں کے لئے دونوں ایک ابر کے قطرے ہیں
ایک ہی آگ کے شرارے ہیں وہ اگر ھو الغفور الودود کی یاد دلاتے
ہیں تو یہ ھو القہار کا دل میں نقش جماتے ہیں ان کا وظیفہ اگر درود رسول
کریم صلعم اور حمد باری ہے تو ان کی زبان پر شرک اور بدعت کا کلمہ جاری ہے

یہ فضائل رسول کریم صلعم کو بدعت بتلاتے ہیں وہ من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کے
ذوق میں کل جدید لذیذ کا لطف اٹھاتے ہیں غرض ایک ہی شئے ہے جس کی حکایت
ہی کہیں شکر اور کہیں شکایت ہے گلشن ایک ہے رنگ و بو جدا کسی میں بوئے گل ہے کسی
میں خم و پیچ سنبل کوئی ہمرنگ لالہ نعماں ہے کوئی شبیہہ گل نافرمان جو کسی شاہد پر فن کے
حسن شمائل پر مائل ہے حقیقت میں تیرے الفت کا گھائل ہے تیری محبت کی آگ یا دیا کی
طرح عاشقوں کے دل میں ہے تو رندان قدح خوار کے بھی آب و گل میں ہے کعبہ میں اگر
شیخ کو تیری جستجو ہے تو دیر میں بھی برہمن کی زبان پر تیری گفتگو۔ شعر ؎

دیر میں کون ہے کعبہ میں گذر کس کا ہے گر یہ اللہ کا گھر ہے تو وہ گھر کس کا ہے

مطلوب ایک ہے راہیں دو۔ منظور واحد ہے نگاہیں دو۔ نغمہ مطرب با سوز و ساز
ہے یا نالۂ عاشق دل گداز ہماری کوتاہ نظری ہے ورنہ ہر چیز میں اسی کی جلوہ گری ہے
عالم کی نیرنگی اسی بے رنگ کا ظہور ہے۔ آنکھیں ہوں تو تمام عالم تجلی گاہ طور ہے عرش میں
پر کیا ہے جو فرش زمیں پر نہیں۔ ھو معکم اینما کنتم کون کہے کہیں ہے کہیں نہیں
نہ تشبیہ میں مقید نہ تنزیہ کا حاجتمند نہ طاعت سی نیاز نہ معصیت سے گزند کہیں بتان
آذری کے پیرایہ حسن دلفریب میں دین و دل ہوش و خرد کی غارت گری کی کہیں کسی کو
بے حجابانہ جھلکی دکھا کر ناموس و تقویٰ کی پردہ دری کی کہیں پیغمبریؑ کے پردہ میں کسی کی
رہبری کسی کی دلبری کی صاحبؐ لولاک کی صورت ظاہری کو مظہر بنایا کسی کو تو اویسؓ
قرنی کی طرح دام الفت میں پھنسایا کسی کو ابوجہل کی طرح جہالت کی بھول بھلیاں میں عمر بھر
بھٹکایا۔ جو دردمندان الفت ہیں اُن کو ذکر حبیب کریمؐ ہی سے چین ہوتا ہے درد دل
کا افسوں یہی افسانہ ہے۔ غرض ذکر حبیب کریمؐ ہی جلسہ محفل میلاد یا رجبی شریف
ایک بہانہ ہے۔ شرک و بدعت والے جو سنانا ہے سنائیں گے بے تال و سُر کچھ نہ کچھ
گائیں گے کہیں زمانہ کا غیر کار ہونا دلیل میں لاتے ہیں کہیں اعادہ معدوم کا محال
بتاتے ہیں اس میں فلاسفہ کی تقلید ہوتی ہو تو حشر و نشر وغیرہ عقائد مسلمۂ اسلام کا ابطال
لازم آتا ہے تو آئیے اسلام ہاتھ سے جاتا ہے تو جائے سُنیے جب زمانہ غیر قائم رہے

اور معدوم کے اعادہ سے انکار ہے تو صوم دوشنبہ[1] کی وجہ میں حضرت کا فرمان ما فیہ ولدت
وفیہ انزل علی بے معنے ٹھیرے گا یا انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ کے بعد فیہا
یفرق کل امر حکیم بصیغۂ استمرار یا مطلق شہر رمضان کی مدح میں انزل فیہ القرآن
کا کلام الٰہی میں مذکور ہونا بے موقعہ ہوگا اور اگر ذکر حبیب کریم کو بہیئت شخصی جناب شارع
علیہ السلام نے بالخصوص بدعت کہا ہو تو دکھائیں ورنہ بدعت لکھنے کو بدعت ٹھیرائیں اگر
اس کا بدعت کہنا کسی کلیہ میں داخل ہونے کا نتیجہ کہیں تو صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کی ترتیب
مخصوص اور مصطلحات حدیث و فقہ مشہور، متواتر، شاذ، مکروہ تحریمی، تنزیہی وغیرہ مقرر کرنا
کتب احادیث کا چھاپنا بخاری علیہ الرحمۃ کا ہر حدیث پر نفل پڑھنا اس کلیہ میں داخل ہے
ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بعد انبیا اور اولیا سے بڑھ کر کوئی بڑا نہیں حضرت کے
سوا کوئی محبوب کبریا نہیں ہم آپ کے ذکر کو نمازمیں واجب جانتے ہیں حضرت کی یاد کو
اللہ تعالےٰ کی یاد حضرت کی محبت کو اللہ تعالےٰ کی محبت مانتے ہیں آپ کے نام کو
خدا جانے کیا جانتے ہیں،

خود احد سے ہو کے احمد آپ دلبر ہو گیا	خاک کا کیا مرتبہ اللہ اکبر ہو گیا
ہے احد احمد میں پردہ میم کا دیکھو پڑا	اُس طرف حق ہے اُدھر آیا پیمبر ہو گیا
خسروی خواستگاری شیریں میں کوہکن	بازی اگرچہ لے نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپ تو بنتا ہے عشق باز	اے روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہ ہو سکا

مقصود اس بزم سے ذکر اللہ اور ذکر رسول سے استفادۂ خیر و برکت حضرت کے فضائل
اور محاسن کی اشاعت حضرت کی روح پر فتوح پر صلوٰۃ و سلام کی کثرت مسلمانوں کی باہمی صحبت
بشر تو کیا فرشتے شریک ہوتے ہیں غرض یہ ہے کہ حضرت سرور عالم فخر بنی آدم نور حدیقہ آب و
گل نور حدقہ جان و دل ثمرۂ شجر وجود سرمایۂ حیات ہر موجود احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے نور سے یہ زمین معمور ہوئی حضور کے ظہور سراپا سرور کی بدولت عالم سے
ظلمت کفر کی کافور ہوئی آپ کے وجود باوجود سے شاداں ہر ایک عالم تھا جسے دیکھئے
شاد و خرم تھا البتہ ابلیس کے یہاں ماتم تھا ؂

[1] حضرت رسول مقبول کی پیدائش کا دن ۱۲۔

حضرت کے جمال باکمال کے جو شیفتہ آپ کے حسن بیزوال کے جو فریفتہ ہیں اُن سے
پوچھئے کہ ہلال ربیع الاول کس آفتاب عالمتاب کی طلوع کی یاد دلاتا ہے کس کے شوق کی
آگ سینے میں بھڑکاتا ہے۔ محبت آشناؤں کے نزدیک آپ کی ذات اقدس بمصداق
انا رحمة مهداة ہمہ تن نعمت کبرٰی اور سراسر رحمت رحمانی ہے اُن کے نزدیک
آپ کی ولادت باسعادت کے لئے اظہار مسرت وشادمانی موافق قل بفضل اللہ وبرحمتہ
فبذلک فلیفرحوا امتثال امر ربانی اور اس نعمت کا ذکر کرنا بمصداق واذکروا
آلاء اللہ۔ واما بنعمة ربک فحدث بجاآوری فرمان قرآنی حضرت کا اپنی ولادت
باسعادت کا مجمع کے ساتھ بیان کرنا ماخبرکم عن اول امری دعوة ابراهیم
وبشارة عیسے ورویا امی التی رات حین وضعت ذکر ولادت
کے لئے دلیل کافی ہے اللہ تعالیٰ کا قرآن میں اپنے انبیا کے ولادت کا ذکر کر
اور ذکر کرنے کا حکم دنیا برہان وافی ہے سورة مریم آیة واذکر فی الکتب
مریم میں حضرت عیسے کی ولادت کے ذکر کرنے کا حکم نہیں تو کیا ہے عقل سلیم نہ ہو تو
کیا دوا ہے اللہ اللہ حضرت کی ذوات بابرکات ساری کائنات کے لئے سرمایۂ حیات
حسن وجمال احمدی۔ آئینۂ کمال سرمدی۔ فخر عالم نور دیدۂ آدم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم حق تو یہ ہے کہ نہ آپ کا نور ہوتا نہ عالم کا ظہور ہوتا۔ لولاک لما خلقت
الافلاک آپ کا وجود باجود اجل نعمائے باری ہے اُس نعمت کی یادگاری عطائے
خلعت وجود کی شکرگذاری ہے جن کو اس میں کلام ہے ہمیں اُن سے گفتگو نہیں ایسوں
کو حتی طب بنانے کی خو نہیں اگر حضرت کی محبت و الفت کا یہی صلہ ہے کہ ہم بدعتی ہیں
تو بجا ہے۔

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست — تو نیز برسر بام آکہ خوش تماشائیست

غرض حضور ہی کی یہ شان کہ عالم ارواح میں انبیا علیہم الصلوٰة والسلام سے عہد لیا
اگر زمانہ پایا تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا چنانچہ آیۂ کریمہ واذ اخذ اللہ میثاق
النبیین الخ اس پر شاہد ہے موسیٰ علیہ السلام نے اُمتی ہونے کی تمنا کی انجیل شریف میں

حضورؐ کی آمد کی خوشخبری سنائی گئی مخزن اسرار معدن انوار سراپا۔ الغرض جب رب العزت اُن کو عالم ظہور میں لایا قدر عنا اُن کا بے سایہ فرمایا اور سایہ رحمت چھایا،

بیا در بزم او ادنے یکے حرفے زمن بشنو | وزاں اسرار ما اوحی عجب طوبے سخن بشنو
اگر اسرار وحدت را ازکس باور نمیداری | تو گوش ہوش خود بکشا دبی کام و دہن بشنو

صل علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد وبارک وسلم اللھم صل علی محمد کما تحب وترضے۔ اللھم صل علی محمد صلوٰۃ انت لہا اھل وھولہا اھل وبارک وسلم۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد وبارک وسلم۔ صلوٰۃ تکرم بہا مثواہ وتشرف بہا عقباہ وتبلغ بہا یوم القیامۃ مناہ ورضاہ۔ صلوٰۃ تفرج بہا العقد وتحل بہا الکرب والتمسک بھدی رسول اللّٰہ۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد وبارک وسلم۔ الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ۝

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۝

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون

اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو شرافت سے ممتاز فرمایا اور تمام

مافی الارض کو اس کے واسطے پیدا کیا اور عالم کو اس کے کاروبار کے واسطے
اس سلئے درست فرمایا کہ اس میں صفات اسرار خدائے و اسرار عالم دونوں مجتمع ہیں اور
قابل خلافت حق تعالےٰ کے ہے اللہ تعالےٰ نے مخلوقات طرح طرح کی پیدا کیئے ہیں
بعضے اُن میں سے علوی بعضے سفلی ہیں اور چونکہ وہ خود محتاج کسی شے سے نفع اُٹھانیکا
نہیں ہے اس لئے کہ منافی صمدیت ہے پس ایسے خلق کا جو اخلاق الٰہی کے ساتھ
متخلق اور اُس کے اوصاف کے ساتھ متصف ہو لازم آیا تاکہ تنفیذ اوامر و نواہی کا
جاری کرنا مخلوقات کی سیاست اُن کی کاموں کی تدابیر انتظام خلق کا نگاہ رکھنا
خدا کی عبادت میں مشغول رکھنا وغیرہم اس سے ہو سکے کیونکہ خلائق موجودہ میں
کسی کو بجز انسان کے حق خلافت حاصل نہ تھا پس یہ ضرور ہوا کہ خلیفہ بعد پیدائش
تمام انواع مخلوقات کے ہو تاکہ اُن سے فائدہ اُٹھا سکے انسان کے پیدا ہونے سے
قبل جن چیزوں کو شعور اور ارادہ دیا گیا وہ فرشتے اور جن تھے اُن کو عورت اور فرزند
کھانا اور پہننا۔ شہوت۔ غضب۔ قلعہ۔ حویلی۔ عمارتیں ہتھیار اور متصرف لوازمات کی
ضرورت نہیں پس تمام مخلوقات میں سے صرف آدمی کو لیاقت اس منصب کی ہوئی
چنانچہ حق تبارک و تعالیٰ اس آیہ کریمہ میں جو اوپر تلاوت ہوئی قصہ حضرت آدم علیہ السلام
اپنے خلیفہ کا بیان فرماتا ہے ارشاد ہوتا ہے واذ قال ربک للملٰئکۃ
اے محمدؐ ذکر فرمایا اور اپنے قوم کو سنا کہ تیرے پروردگار نے فرشتوں سے قبل
پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کے اُن کی فضیلت کا اظہار فرمایا تاکہ بعد مبعوث
ہونے کے کوئی ان کو حقارت سے نہ دیکھے اس لئے کہ تمام محافظت مخلوق اور اُنکے
خواص کا ظاہر ہونا گردش آسمان غرض کل انتظامات کا عامل اور کارکن فرشتوں کو
مقرر کیا ہے اور جب تک یہ اطاعت نہ کریں خلیفہ کا تصرف کسی شے پر ہونا محال۔ پس
خلافت کا منظور کرانا فرشتوں سے مقصود تھا اس لئے اُن کو مخاطب بنایا اور ارشاد کیا
انی جاعل فی الارض خلیفہ یعنی تحقیق کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں
کہ اُس پر وہ میری خلافت کرے اُس میں ہم روح آسمانی پھونکیں گے تاکہ وہ آسمان کے

رہنے والوں اور ستاروں کے موکلوں پر حکم چلاوے اس لئے انسان کو کہ تمام صفتوں اور نمونہ صفات الٰہی کے آثار اس میں موجود ہیں علم اور حکمت اس درجہ کا عطا کیا کہ کُلیہ قواعد ہر نظام کے اُسے دریافت ہو گئے طرح طرح کے معلومات ایجاد کیں اور چونکہ مدار خلافت کا دو چیزوں پر تھا اوّل علم قواعد کے ساتھ و کلیات ہر نظام کے نظامات الٰہیہ سے۔ دوسرے متوجہ کرنا قصد اور اختیار کا موافق اُس نظام کے فرشتوں کو یہ بات حاصل ہوئی لیکن نہیں اس لئے کہ وے جن انتظامات پر تعین تھے اُس کے ماسوا اُن کو علم ہو نہیں سکتا دوسرے اُن کے ارادہ کے موافق اُنکو اختیار نہیں دیا گیا بلکہ حق تعالےٰ نے خود اپنی مرضی پر موقوف رکھا ہے اور اُنہیں اپنے حکم کا تابع رکھا ہے جیسا کہ وما نتنزل الا بامر ربك ولا يعصون ما امرهم ويفعلون مايؤمرون سے ظاہر ہے یعنی ”نہیں اُترتے ہیں ہم مگر موافق حکم رب تیرے کے اور نافرمانی اللہ تعالےٰ کی نہیں کرتے کہ امر کیا اُن کو اللہ تعالےٰ نے اور وہ چیز کرتے ہیں جن کا انہیں حکم دیا جاتا ہے“ اور چونکہ قابلیت خلافت کی اُسی کو ہوتی ہے کہ اُسے خود اُس کی مرضی کے موافق چھوڑ دیں اور اپنا ارادہ بھی تابع اُس کے ارادہ کا کر دیں یہانتک کہ جس چیز کا وہ ارادہ کرے خود اُس کا سرانجام فرما کر اُس کے حوالہ کریں اور خلیفہ سے نافرمانی بھی متصور ہو اور اسی واسطے قوتیں اور حواس انسان کی کہ قابل خلافت کے تھیں اور ارادہ فرمایا۔ لیکن فرشتوں نے انی جاعل فی الارض خلیفہ سے یہ سمجھا کہ اُن کو خلافت ملی اور انھوں نے زمین کے مختلف عناصر سے نفع اُٹھایا تو ممکن ہے کہ جبلت خواہش لذات سفلیہ کی بھی اُس میں رکھی جاوے اور انتفاع لینا زمین کی چیزوں سے بجز اس خواہش کے سرانجام نہیں ہوتی پس اس میں قوت شہوانیہ زور کے ساتھ ہوگی اور قوت غضبیہ مزاحم اور معارض کے لئے جیسا کہ قاعدہ ہے جوش

✦ یہ صحیح نہیں ہے کہ فرشتوں کیلئے اس بات کا حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔

✦ یہ بھی غلط ہے کہ انتظامات متعینہ کے ماسوا کا علم فرشتوں کیلئے ناممکن ہے۔

کرے گی اور یہ دونوں قوتیں ایسی ہیں کہ نظامات صالحات کو برہم کرنے والی ہیں اسی
واسطے بطریق استفسار دریافت حال فرشتوں نے جناب الہی میں عرض کی کہ اگر آدم کو
پیدا کرنا محض بغرض آبادی زمین ہے تو وہ اشیاء دنیا سے اصلاح پیدا کرنے کا محتاج
ہے اور جہاں احتیاج سفلی چیزوں کی طرف پڑی قوت شہوانیہ جوش میں آئی اور جب
کوئی دوسرا مزاحم ہوا تو نوبت جنگ وجدل کی پہنچی بس پیدا کرنا اس قسم کا خلیفہ واسطے
عمارت اور صلاح زمین کے ہماری نظروں میں تیرے حکمت کے موافق نہیں دکھائی دیتا
اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفك الدماء کیا تصرف کرے گا اس زمین میں
اس کو کہ وہ فساد کرے گا اور وہاں بہت سے خون کرے گا اور پھر ایسی حالت میں
اس سے توقع اصلاح کی کیا رکھنی چاہیے اور اگر پیدائش خلیفہ سے یہ منصور ہے کہ
پروردگار اپنے کو کمالات کے ساتھ پہچانے اور قصور ونقصان سے اس کو پاک جانے
اور کمالات اور پاکی اپنی اس کی زبان سے ظاہر کرے تو ایسے کام میں ہم ہی کیا کچھ کم
ہیں ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك آخر ہم سب بھی تو تسبیح تیری ذات پاک
کی حمد کے ساتھ کرتے ہیں کہ اوپر کمالات تیری ذات کے ہو بس ایک گونہ تیری ذات
اور صفات کا حق ادا کرتے ہیں اور ہم تیرے افعال کو اس بات سے بھی پاک جانتے
ہیں کہ وسے خلاف حکمت اور عبث ہیں اور وہ تسبیح اور حمد محض تیری ہی ذات کے
لئے مخصوص ہیں اس میں کسی دوسرے کی شرکت نہیں بخلاف انسان کے کہ جس
وقت بندہ حرص وہوا کا ہوا اور کہیں اپنا مطلب حاصل ہوتا دیکھا پس تسبیح و تقدیس
اور حمد و شکر دوسرے کی کرنے لگے گا حق کو تیری مشیت سے بالکل غافل ہو جاتے
بس قال انی اعلم ما لا تعلمون یعنی فرمایا حق تعالے نے البتہ میں جانتا
ہوں تمہاری تسبیح اور تقدیس کے قصور اور واسطے خلافت کے لئے تمہاری ناقابلیت
کو کہ تم نہیں جانتے ہو اس لئے کہ فرشتوں نے فساد اور برائیاں قوت شہوت
اور غضب انسان کی ذکر کیں اور وہ نفع سے غفلت کی اول یہ کہ پہلی قوت شہوت
سے غلبہ عشق الہی کا وجوش محبت اور قوت غضب سے جس وقت کہ کارخانہ حق میں

صرف کی جائے جانبازی شہادت۔ جہاد اور غیرت دین اُس سے واقع ہو دُوسرے یہ کہ اگر بُرائیاں اور قباحتیں موجود نہ ہوں تو معنی تکلیف اور بعثت رسولوں کی کتابوں کا اوتارنا۔ کارخانہ وحی امر و نہی ترغیب اور ترہیب وعد اور وعید کا سب درہم برہم ہوجاوے اور آخرت میں صورت مجازات اور آبادی دارالثواب اور عقاب کے متحقق نہ ہو۔ شعر

در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است　　دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نبا شد

پیدائش حضرت آدم علیہ السّلام

ابو شیخ اور محدثین نے آنحضرت علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب پیدائش حضرت آدم کی منظور ہُوئی جناب حق نے حضرت جبرئیل کو بھیجا کہ تمام رُوئے زمین میں سے خواہ کسی رنگ کی ہو ایک مشت خاک لاویں۔ جس وقت حضرت جبرئیل امین زمین پر آئے۔ زمین نے سبب دریافت کیا۔ حضرت جبرئیل نے خلقت خلیفہ اور معاملات ثواب اور عقاب کی کل حقیقت بیان کی۔ زمین نے حضرت باری عزاسمہٗ کی عزّت کی پناہ پکڑی کہ کچھ اُس میں سے جہنم میں جلے۔ حق تعالےٰ نے حضرت میکائیل کو بھیجا۔ جب اسی طرح سے وُہ بھی واپس گئے تو اسرافیل بھیجے گئے یہانتک کہ عزرائیل آئے اُنھوں نے زمین کی گریہ وزاری ایک بھی نہ سُنی اور اس لئے قبض ارواح کا کام بھی اُنہیں کے تعلق ہُوا۔ صحاح ستہ اور معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ حق تعالےٰ نے حضرت آدم کو ہر ایک قسم کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور اس لئے آدمی رنگ برنگ کے ہوتے ہیں اور طبیعتیں بھی اُن کی جدا جدا ہوتی ہے صحیح مسلم اور دُوسری صحاح میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر سب دنوں میں جمعہ کا دن ہے اِس لئے کہ اُس دن حضرت آدم علیہ السّلام پیدا ہُوئے وعلم ادم الاسمآء کلھا اس کے بعد آدم کو سب چیزوں کے نام کی تعلیم فرمائی اس لئے کہ بدون تعلیم اسماء اوّل تو صفات اور افعال حق کا دوسرے ان چیزوں کا جو زیر حکم خلیفہ ہوں جاننا غیر ممکن تھا ابن عباسؓ نے

فرمایا ہے۔ علمہ اسم کل شئی حتی القصعۃ والقصیعۃ سکھلایا ہر شئے کا نام حتّٰے کہ پیالہ اور پیالی کا اور سعید بن جبیر نے کہا ہے حتی البعیر والبقرۃ والشاۃ یہانتک کہ نام اونٹ اور بیل اور بکری کا ثم عرضہم علی الملٰئکۃ اور فرشتوں کے سامنے وُہ نام اس طریقہ سے پیش کئے گئے کہ اُنکی تصویریں جنکے نام کی تعلیم حضرت آدم کو دی جا چکی تھی سامنے کیں فقال انبئونی باسماء ھٰؤلاء یعنی فرمایا کہ اے فرشتو خبر دو تم مجھ کو اُن چیزوں کے نام سے اس لئے کہ اگر تم بتا سکو گے تو دعویٰ استحقاق خلافت کا تم سے ممکن ہوگا پس شرطیں دعوی کی ثابت کرو ان کنتم صادقین اگر تم اپنی کلام میں سچے ہو۔ فرشتوں نے بمجرد سُننے اس امر اور خطاب کے عاجزی شروع کی قالو سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم کہ ہم تجھے عیب اور قصور سے پاک جانتے ہیں ہم نے تو فقط واسطے طلب ہدایت کے سوال کیا تھا اس واسطے کہ جتنا تو نے ہم کو سکھایا اُس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے اور تو نہایت دانا اور صاحب حکمت ہے۔ حق تبارک و تعالےٰ نے اُن کی یہ عاجزی پسند فرمائی قال یاٰادم انبئھم باسمائھم اور فرمایا اے آدم تم اُن فرشتوں کو اُن کے نام بتلادو پھر حضرت آدم نے فرشتوں کو کل اشیاء کے نام بتلا دیئے۔ یہاں پر ایک نکتہ عجیب ہے کہ فرشتوں سے جناب حق ایزدی نے ارشاد فرمایا تھا انبئونی باسماء ھٰؤلاء کہ تم مجھ کو اُن چیزوں کے نام سے خبر دو۔ مثلاً کوئی عالم زبردست اپنے ایک ادنےٰ شاگرد سے جس کا علم کسی خاص کتاب ہی تک محدود ہو یہ کہے کہ میاں صاحبزادے ذرا تم فلاں بات تو مجھے بتادینا تو پھر بھلا اُس شاگرد کی کیا مجال ہوگی کہ ایک حرف بھی زبان تک لاسکے نہ کہ سمجھانا تو محال کیا دشوار ہی کیفیت فرشتوں کی ہوئی۔ بس کہنے لگے سبحانک لا علم لنا اور یہاں حضرت آدم سے ارشاد ہوتا ہے یاٰادم انبئھم باسمائھم اے آدم تم فرشتوں کو بتلاؤ پھر کس کا رعب کہاں کا خیال جب سوال ہی میں اُدھر سے تلقین فرمائی گئی۔ بس پھر کیا تھا خوب سا سمجھا چلے یہ سب اُسی ایک کی بدولت تھا جس کی شان ہے لولاک لما خلقت الافلاک ۵

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ۞

سجدہ ملائکہ

پھر جملہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ ابن عساکر نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالےٰ نے فرشتوں کو ذات آدم کے سجدہ کو امر فرمایا۔ سب سے پہلے اسرافیل نے سجدہ کیا حق تعالےٰ نے اس کے بدلے میں اسرافیل کی پیشانی پر سارا قرآن مجید لکھ دیا۔ مفسرین نے سجدہ ملائکہ میں بہت سے نکات بیان کئے ہیں لیکن چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور احمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جلوہ گر تھا اور وہ نور مظہر انوار آلہی تھا۔ جیسا حضرت فرماتے ہیں اوّل ماخلق اللہ نوری وانا من نور اللہ والمومنون من نوری اور سجدہ بھی بجز اللہ تعالےٰ کے کسی دوسرے کو جائز نہیں ہے اس لئے بطفیل اس نور کے فرشتوں کو حکم دیا گیا سجدہ کرنیکا ماسوا ابلیس لعین کے اور جمیع فرشتگان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور وہ ابلیس لعین مردود بارگاہ ایزدی ٹھہرا۔ حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں اکیلے تھے اور بسبب تنہائی کے گھبرایا کرتے۔ چاہتے تھے کہ کوئی اپنا ہم جنس ہو اُس سے اُنس پکڑیں۔ حق تعالےٰ نے اُن کی بائیں پسلی سے جبکہ یہ سو رہے تھے حضرت حوّا کو پیدا کیا۔ اور بعد تعین مہر یعنی دس مرتبہ درود نبی آخرالزمان و آل نبی پر نکاح آدم علیہ السلام کا حوّا کے ساتھ ہو گیا دونوں بہشت میں خوش و خورم رہتے تھے۔ انواع و اقسام کے میوے کھایا کرتے تھے۔ بجز ایک درخت کے جس کے لئے ارشاد ہوا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی نزدیک نہ جانا اُس درخت کے ابن عباس اور دُوسرے صحابہ فرماتے ہیں کہ وُہ درخت گیہوں کا تھا اور ابن مسعود اس طرف گئے ہیں کہ انگور کا تھا۔ اور قتادہ رض سے مروی ہے کہ انجیر کا تھا۔ اور ابو شیخ نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے روایت کی ہے کہ وُہ درخت ترنج کا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے باغوائے شیطان

لغزش کی اور اس درخت کے پھل کو کھالیا۔ ان کو حاجت بشری لاحق ہوئی۔ بدن
برہنہ ہوگیا۔ جس درخت کے پاس جاتے ان سے دُور بھاگتا۔ بس پھر کیا تھا عتاب
نازل ہُوا زمین پر بھیجے گئے ایک مدت تک گریہ وزاری کرتے رہے حاکم اور ابو نعیم
نے حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام
نے یاد کیا کہ جس وقت میں پیدا ہُوا تھا سرِ عرش لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا ہُوا دیکھا تھا۔ بہتر یہ ہے کہ بحق اس نام کے سوال مغفرت کروں۔ بس دُعا کی
اسئلك بحق محمد تغفر لی۔ غرض حضرت آدم کی تقصیر معاف ہوئی۔ یہ زمین
پر آئے توالد اور تناسل کا سلسلہ ان سے جاری ہُوا۔ ان کی اولاد بڑھی اور اتنی
بڑھی کہ زمین تو کیا سمندر کے ٹاپوؤں میں رہنے لگی۔ خونریزیاں شروع ہُوئیں فسق
و فجور بڑھا قصور و عصیان شرک و بدعت سبھی کچھ ہونے لگا۔ یہ اللہ تعالےٰ کی رحمت
و مغفرت ہے کہ اُس نے ہماری ہدایت کے لئے ہمیں میں سے کسی کو اپنا نبی۔
کسی کو اپنا رسُول کرکے بھیجا کہ جو ہماری اور جناب احدیت کے درمیان میں ایک
واسطہ ہو گئے جیسا کہ دُنیاوی شاہنشاہوں کا قاعدہ ہے کہ اپنے احکامات رعایائے
سلطنت کو خود بدولت شہر شہر اور گاؤں گاؤں تو سُناتے نہیں جاتے بلکہ اُس
کے لئے اراکین سلطنت وزرائے مملکت کو توال شہر معین کئے جایا کرتے ہیں۔
اسی طرح سے درمیان معبود اور عبد کے ضرورت ہوئی۔ ایک درمیانی شخص کی کہ
بندوں کی حاجتیں وہاں درگاہ عالی میں عرض کرتے ان کے حسب حال احکامات امر
الٰہی کے اجرا کرتے۔ بس ایک مدت تک یہ سلسلہ انبیائے مرسلین کے آمد کا جاری
رہا۔ جب نوبت ہمارے رہبر صادق سید الانبیاء حبیب کبریا حضرت احمد مجتبےٰ محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہنچی۔ اور آپ تبلیغ رسالت کرچکے یہ آیت نازل
ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی بس آپ کے
بعد نبیوں کا آنا بند۔ وحی کا اُترنا قیام قیامت مسدود ہوگیا۔ آپ چونکہ شاہنشاہ
دو جہان اور وزیر اعظم اُس درگاہ عالی کے ہیں۔ لہذا جمیع حاضران محفل پر

حسب عادت آلی و معمول فرشتگان مقبول آپ کی خدمت اقدس میں تحفہ درود بھیجنا
لازم اور واجب ہے۔

الھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارک وسلم

فضائل درود شریف

اللہ تبارک و تعالےٰ اپنے کلام پاک میں نہایت اہتمام بلیغ کے ساتھ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو امر فرماتا ہے ارشاد ہوتا ہے ان اللہ و ملئکتہ
یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ط یعنی بتحقیق
اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو
تم بھی آپ پر درود اور صلوٰۃ اور سلام بھیجو۔ دیکھئے حق تعالےٰ نے اس آیہ کریمہ میں
صلوٰۃ النبی کو اپنی ذات کریم کی طرف اسناد فرمایا ہے جو کسی حالت میں محتاج کسی
شے کا نہیں ہے اور پروردگار عالم ہے لیکن بذات خود ملائکہ کے جو معصوم اور گناہوں
سے مبرا ہیں آپ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے یہ مراتب ہیں حضرت کے اور مومنوں کو بھی امر
فرماتا ہے تو کس اہتمام کے ساتھ مثلاً مالک اپنے نوکر کو کسی خاص کام کے لئے متعین
کردے اور آپ بھی اُس کی مدد میں لگا رہے تو ایک نوکر کی ہمت وسیع ہو جایا کرتی
ہے اس لئے پہلے ارشاد فرمایا کہ بتحقیق اللہ اور اُس کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے ہیں
ابو العالیہ تابعی کہتے ہیں کہ خدا کا نبی پر صلوٰۃ بھیجنا گویا اُس کی ثنا فرمانی اور ملائکہ کے
نزدیک اُس کی تعظیم فرمانی ہے۔ اور معنی صلوٰۃ ملائکہ کے دعا کرنا اُن کا اور درخواست
درگاہ عزت سے تعظیم و تکریم حضرت کے لئے ہے اور اسی طرح سے مومنین کو بھی حکم
ہوا ہے۔ مناسل کہتے ہیں کہ صلوٰۃ من اللہ سے مراد مغفرت حق ہے۔ اور صلوٰۃ من
الملئکۃ سے استغفار۔ احادیث صحیحہ میں آیا ہے من صلی علی واحدۃ صلی اللہ
علیہ عشرا جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالےٰ اُسکے اوپر دس مرتبہ درود بھیجتا
ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ تمام دعائیں درمیان آسمان اور زمین کے معلق رہتی ہیں جب تک

اوّل و آخر اُن کے درود نہ پڑھا جائے اس لئے کہ درود رائیگان تو ہونے کا نہیں پھر اُسکے
ساتھ دعا کا طلب کرنا اللہ تعالےٰ کی ذات کریم سے بعید ہے کہ اُسے رد فرماوے۔ ہاں
بعض واقعات میں بمصلحت ایزدی اگر قبولیت دعا میں تاخیر ہُوئی اور ہو ہی جایا کرتی ہے
تو اُس کے اسباب دوسرے ہوتے ہیں قیامت کے دن بعضے لوگ دیکھیں گے کہ اُن
کے لئے بہشت میں محل بنا دیئے گئے ہوں گے وُہ پوچھیں گے کہ خداوندا ہم سے
کونسا کام ایسا ہُوا ہے کہ جس کے صلہ میں یہ محل عطا کئے گئے ارشاد ہوگا کہ تم نے دُنیا
میں ہم سے فلاں چیز فلاں وقت میں مانگی تھی اُس وقت اُس کا دنیا ہماری مصلحت کے
خلاف تھا یہ اُسی کا بدلہ ہے اور بعض اوقات جو لوگ کہ خاصان حق ہیں اُن کی بھی
دُعائیں بدیر قبُول ہوتی ہیں اس لئے کہ اُن کا دعا کرنا اللہ تعالےٰ کو بھاتا ہے اُن کا
مانگنا اللہ کو پیارا معلوم ہوتا ہے اس لئے قبولیّت دعا کو تاخیر ہوتی ہے جیسا قاعدہ ہے
اگر کوئی سائل بدآواز کا آجاتا ہے تو لوگ اُس کے سوال کو جلد پُورا کرکے ہٹا دیا کرتے
ہیں اور اگر ہاں کو مقبول صورت خوش الحان آگیا تو ذرا دینے میں دیر لگاتے ہیں کہ کچھ ہی
دیر تک اور کھڑا رہے تاکہ اس بہانہ سے گفتگو ہو بس یہی معاملہ خدائےتعالےٰ کا بندگان
خاص کے ساتھ ہُوا کرتا ہے غرض یہاں پر یہ تھی کہ دعا کے قبل اور بعد درود کا پڑھنا
قبولیت دعا کے لئے یقینی اور دستاویز ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مسجد شریف
میں تشریف لائے۔ جب منبر کی پہلی سیڑھی پر آپ نے قدم رکھا فرمایا آمین۔ جب
دُوسری پر قدم رکھا فرمایا آمین اسی طرح سے تیسری سیڑھی پر آپ نے قدم رکھا تو
فرمایا آمین۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پُوچھا یا حضرت آج ہم آپ سے ایک
عجیب بات دیکھتے ہیں کہ اس سے پہلے نہ دیکھی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ جب میں
پہلے زینہ پر چڑھا جبرئیل امین آئے کہا یا حضرت شقی اور بدنصیب ہو وُہ شخص کہ جس
نے رمضان شریف کا مہینہ پایا اور بخشا نہ گیا میں نے کہا آمین۔ جب دُوسرے زینہ پر میں
چڑھا جبرئیل امین آئے اور کہا یا حضرت شقی اور بدنصیب ہو وُہ کہ جس نے ماں باپ
میں سے کسی کو پایا اور اُن کی خدمت کرکے اپنے گناہ نہ بخشوائے۔ میں نے کہا آمین۔

جب تیسرے زینہ پر میں چڑھا جبرئیل آئے اور کہا یا حضرت شقی اور بدنصیب ہو وہ شخص
کہ جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور اُس نے آپ پر درود نہ بھیجا میں نے کہا آمین غرض یہ
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود کا بھیجنا منبع انوار و برکات کا ہے بعضے متاخرین
مشائخ قدس اللہ اسرار ہم نے فرمایا کہ طریق سلوک اور تحصیل معرفت قرب الٰہی کا ادامت
ذکر اور کثرت صلوٰۃ اوپر حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہے۔

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب بندہ نے کہا اللھم
گویا خدائے برحق کو ساتھ تمام اسماء الٰہی کے یاد کیا اور جب صل علی محمد کہا بحر فضل
حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رسالت پناہی میں غوص کیا حضرت فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ پر
درود بھیجتا ہے ملک اُسے مجھ تک پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ فلانا فلانے کا بیٹا
آپ پر اتنے بار صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے۔ حضرت اُس کے سلام کا جواب خود اپنی زبان فیض
ترجمان سے ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی سعادت برتر اس سے نہیں ہے اگر تمام عمر درود پڑھنے
والا رینگتا رہے اور وہاں سے صرف ایک صلوٰۃ کا بھی جواب ملجائے تو ساری نعمتیں
اُس کے بدلہ میں ہیچ ہیں۔

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب	کہ صد سلام مرا بس یکے جواب بود
بس بود جاہ و احترام مرا	یک علیک از تو صد سلام مرا
خواہی کہ اگر حیات پایم	یکبار بگو کہ کشتۂ ماست

حدیث حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ میں آیا ہے کہ فرمایا جناب
رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے البخیل من ذُکِرتُ عندہٗ فلم یُصَلِّ عَلَیَّ یعنی
بخیل میری اُمت سے وہ ہے کہ اُس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر درود نہ بھیجا
حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے مجھ پر درود
کا بھیجنا فراموش کیا گویا اُس نے جنت کی راہ فراموش کی۔ جذب القلوب میں لکھا ہے
کہ اوّل تو درود کا بھیجنا امتثال امر الٰہی ہے اور دوسرے موافقت اُس جناب
کی اور اُس کے ملائکہ کی ہے جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایک بار درود بھیجے

اللہ تعالےٰ اُس کے بدلہ میں دس رحمتیں اُس پر اُتارتا ہے اور دس درجے اسکے بلند کرتا ہے
اور دس نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہے اور اُس کے دس گناہ ہٹا دیتا ہے
اور بعضی احادیث میں واقع ہُوا کہ دس گردنیں آزاد کرنے اور بیس غزوات کے برابر ثواب
ملتا ہے درود بھیجنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے اور شفاعت و گواہی حضرت کی اُس کے
حق میں واجب ہو جاتی ہے۔ درود کے پڑھنے والے کو حضرت کا قرب حاصل ہوتا ہے
قیامت کے دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے سارے امُور کے متولی ہو جائیں
بعضے مشائخ فرماتے ہیں کہ جب شیخ کامل کسی کو ہاتھ نہ لگے تو وُہ درود کا التزام کرے
سخاوی اور بعضے اور محدثین رحمہم اللہ نقل کرتے ہیں کہ محمد بن سعد بن مطرف ہر روز
سونے سے پہلے کچھ درود پڑھ لیا کرتے تھے۔ ایک رات رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ و
وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اُن کے گھر میں رونق افروز ہُوئے ہیں اور فرماتے ہیں
کہ ادھر اپنا منہ لا جس سے درود پڑھا کرتا ہے کہ ہم اُس کا بوسہ لیں یہ کہتے ہیں کہ مجھے
شرم معلوم ہُوئی کہ اپنا دہن نالائق آپ کے دہن مبارک سے ملاؤں۔ اپنا رخسار آپ
کے دہن مبارک کے پاس لے گیا آپ نے اُس کا بوسہ لیا۔ میری آنکھ کھل گئی دیکھا
مَیں نے کہ سارے گھر میں مشک کی خوشبو پھیلی ہے اور میرے رخسارہ سے آٹھ دن
تک مشک کی خوشبو نہیں گئی شیخ احمد بن ابی بکر بن محمد رواد محدث صوفی اپنی کتاب میں
شیخ مجدالدین فیروز آبادی سے اسانید کے ساتھ کہ جو معتبر ہیں روایت کرتے ہیں
کہ اقلبی نے فرمایا کہ ایک روز شبلی ابوبکر مجاہد کے پاس آئے۔ ابوبکر اُن کی تعظیم
کھڑے ہو گئے۔ اور معانقہ کیا۔ اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا میں۔
عرض کیا یا سیدی آپ نے اس کے ساتھ یہ برتاؤ کیا حالانکہ سارے بغداد والے
اسے مجنوں کہتے ہیں فرمایا کہ یہ کچھ مَیں نے اُس کے ساتھ نہیں کیا بلکہ مَیں پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہُوا آپ اُن کے آنے پر کھڑے ہوگئے اور اُسکے ساتھ
معانقہ فرمایا اور اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کا بوسہ لیا۔ مَیں نے عرض کیا یا
رسُول اللہ اتنی عنایت آپ نے شبلی کے حال پر کی فرمایا ہاں وُہ بعد نماز کے یہ

آیۃ پڑھا کرتا ہے۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم ۝ اور بعد اُس کے مجھ پر درود بھیجتا ہے اور اسی کتاب میں سُبکی قدس سرہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص میرے ہمسایہ میں مر گیا تھا میں نے اُسے خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدا تعالیٰ تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہنے لگا کہ کیا پوچھتا ہے بڑے بڑے مجھ پر گذرے اور منکر نکیر کے سوال کی مجھ کو بڑی دقت ہوئی میں نے جانا کہ شائد دین اسلام پر میری موت نہیں ہوئی۔ ایک آواز آئی کہ یہ سزا اُس کی ہے کہ جو تو نے اپنی زبان کو دُنیا میں بیکار رکھا ہے۔ جب عذاب کے فرشتوں نے میرا قصد کیا تو ایک شخص نہایت خوبصورت بہت خوشبودار میرے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہو گیا اور اُس نے حجت ایمان کی مجھے یاد دلائی۔ میں نے کہا کہ خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے۔ کہنے لگا کہ میں وہ شخص ہوں کہ خدا تعالےٰ نے تیرے کثرت درود سے مجھے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہر شدت اور کرب میں تیری اعانت کروں۔ اور اسی کتاب میں حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ یا موسیٰ اگر میری حمد کرنے والے عالم میں نہ ہوں تو ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہ اُتاروں اور ایک دانہ زمین سے نہ اوگاؤں اسی طرح بہت سی چیزیں ارشاد فرمائیں یہاں تک کہ فرمایا اے موسےٰ تو چاہتا ہے کہ میں تجھ سے قریب تر ہو جاؤں اُس قرب سے جو تیرے کلام کو تیری زبان سے ہے اور تیرے خطرات کو تیرے دل سے اور تیری روح کو تیرے بدن سے اور تیری نور نگاہ کو تیری آنکھ سے ہے اُنھوں نے عرض کیا کہ ہاں خداوندا میں چاہتا ہوں فرمایا کہ تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کر کہ یہ نسبت تجھے حاصل ہو جائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ

ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا اے موسےٰ تو چاہتا ہے کہ قیامت کے دن پیاس کی تجھے

سے محفوظ رہے۔ عرض کیا کہ ہاں خداوندا میں چاہتا ہوں فرمایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر درود بھیج۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کو ایسا مٹاتا ہے
جیسا پانی آگ کو۔ ابو القاسم اصفہانی حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے
ہیں اور درود پڑھتے ہیں قبل اس کے کہ ایک دوسرے سے جدا ہوں دونوں کے
سارے گناہ اگلے اور پچھلے بخش دیئے جاتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

فضائل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

قاعدہ اور دستور یہ ہے کہ جو کوئی حاکم اپنے نائب یا کارندہ کو سرفراز کرتا ہے تو
اُسکے ساتھ نہایت خلق اور مہربانیوں سے پیش آتا ہے تاکہ لوگ معلوم کرلیں کہ یہ شخص
مخصوص اور مصاحب خاص مالک کا ہے اُس کا ساختہ پرداختہ بالکلیہ مالک کو منظور
اور مقبول ہے اور اُس کی محبّت و عداوت عین مالک کی محبّت یا عداوت ہے اسی طرح
اللہ جلشانہٗ نے کہ مالک اور حاکم تمام جہان کا ہے اپنے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو تمام عالم سے برسالت منتخب اور برگزیدہ کرکے اپنی خاص مہربانیوں کے
ساتھ مخصوص فرمایا تاکہ سب جان لیں کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص خالق کون ومکان
اور مالک زمین وآسمان کا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کی رضامندی خدائے تعالیٰ کی رضامندی
اور اُس کی ناخوشی خدا کی ناخوشی ہے اور اُس سے محبت خدا سے محبّت جیسا کہ یَا
اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اس پر شاہد ہے وحدیث
نبوی اسی ظاہر پر محمول ہے اور حضرت کو جو فضیلتیں حق تعالیٰ نے بخشی ہیں وہ دو طرح کی

ں ایک تو وہ کہ اور انبیاء بھی اس میں شریک ہیں حالانکہ حضرت کو اور انبیاء سے زیادہ دی گئی
عت اور صفت میں عطا کی گئی ہے اس طور پر کہ ہمہ را برادو اوند او را ہمہ را داد تذکرہ وند
ازازل مجموعہ قسمت محمد را۔ جو جو فضائل ایک ایک پیغمبر کی ذات میں جدا جدا تھے وہ
سب حضرت کی ذات مجمع صفات میں مجتمع اور اکٹھا کر دیئے گئے۔ دوسری وہ صفات
کریمہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہیں اور حضرات انبیاء کرام
علے نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام میں نہیں پائے جاتے۔ ایک مرتبہ چند لوگ آپس میں
بیٹھے انبیاء اور مرسلین کا تذکرہ کر رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا رتبہ
بڑا ہے اس لئے کہ آپ صفی اللہ ہیں کوئی کہتا تھا کہ نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رتبہ
بڑا ہے کہ آپ خلیل اللہ ہیں۔ اور کوئی کہتا تھا کہ نہیں حضرت صلے اللہ علیہ السلام کا رتبہ
زیادہ ہے اس لئے کہ آپ کلیم اللہ ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف رکھتے
تھے آپ باہر آئے اور آپ نے پوچھا انتم الذین قلتم کذا و کذا کیا تمہیں
لوگ تھے جو اس طرح کی باتیں کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ ہاں یا حضرت ہم
اپنی اپنی سمجھ اور عقل کے موافق یہ باتیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا تم نے جو کہا کہ
آدم صفی اللہ ہیں وھو کذالک بے شک وہ صفی اللہ ہیں تم نے جو کہا کہ ابراہیم
خلیل اللہ ہیں وھو کذالک بے شک وہ خلیل اللہ ہیں تم نے جو کہا کہ موسیٰ کلیم اللہ ہیں
وھو کذالک بے شک وہ کلیم اللہ ہیں الا وانا حبیب اللہ خبردار یاد رکھو کہ میں
حبیب اللہ کا ہوں وانا سید ولد آدم ولا فخر وانا اکرم الاولین والا
خرین وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن دونہ
الا ھو تحت لوائی یعنی میں سید اور سردار ہوں قیامت کے دن اولاد آدم کا اور کریم تر ہوں
پچھلے اور پہلوں کا قیامت کے دن لواء حمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور اس کو کچھ میں
راہ سے نہیں کہتا اور آدم اور ان کے بعد کے سب نبی میرے جھنڈا کے نیچے ہونگے۔

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم

جیساکہ حضرت آدم علیہ السّلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا تو وہ سجدہ درحقیقت ابدا نوری محمدی کو تھا آیۃ کریمہ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی سجدہ ملئکۃ آدم سے بھی شرف رکھتی ہے اس لئے کہ سجدہ آدم میں حق تعالیٰ خود ملائکہ کے ساتھ شریک سجدہ نہ تھا کہ یہ اللہ تعالےٰ کے شان سے بعید ہے اور یہاں خود فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اور اُس کے فرشتے آپ پر درُود بھیجتے ہیں تو خود فرشتوں سے بھی پہلے مقدم ہے حضرت ادریس علیہ السّلام کے حق میں فرمایا آیت ورفعناہ مکاناً علیاً یعنی اُٹھایا اور دیا ہم نے اُسے مکان بلند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرف و مقرب معراج کیا کہ آپ قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچے اور یہ رتبہ بجز حضرت کے کسی دُوسرے کو عطا نہیں ہُوا۔ امام فخر رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حق تعالےٰ کا اکرام نوح علیہ السّلام کے لئے یہ تھا کہ اُن کے سفینہ کو پانی پر نگاہ رکھا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس سے زیادہ چنانچہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دریا کے کنارے تشریف فرما تھے کہ عکرمہ بن ابی جہل بھی بیٹھا تھا اُس نے آپ سے کہا کہ اگر تم اپنے دعوے نبوت میں سچے ہو تو اُس پتھر کو دریا کے اُس کنارہ پر ہے اپنے پاس بلا لو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُس پتھر نے شناوری کی اور حضرت کے آگے آکر آپ کی رسالت اور نبوّت کی شہادت دینے لگا۔ آپ نے پُوچھا کہ تیری خاطر جمع ہُوئی اُس نے کہا پھر اُسے واپس کر دو۔ حضرت نے ارشاد فرمایا اور وُہ پتھر اپنے اصلی قیام پر تیرتا ہُوا چلا گیا۔ یہ معجزہ حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی سے بھی بڑھ کر ہے۔ حضرت ہارون علیہ السّلام فصاحت و بلاغت میں مشہور ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت اوتیت جوامع الکلم و اختصر لی الکلام سے ظاہر ہے۔ قرآن مجید آپ کی فصاحت و بلاغت کی خود دلیل ہے حضرت مولنا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شعر

گرچہ قرآن از لب پیغمبر است ہر کہ گوید حق نگفت او کافر است

حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر آتش نمرود نے اثر نہ کیا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر

نارِ حرب کفارہ کا اطفا و خاموش ہونا زیادہ تر تعجب انگیز ہے کما قال اللہ تعالیٰ کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ جیسے کہ فرمایا خدا تعالےٰ نے کہ جس وقت کفار آتش جنگ کے واسطے افروختہ کرنے پر ورد گار اُسے سرد کر دیتا۔ شب معراج میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دریائے آتش سے گذرے کہ حکماء اُسے کرۂ نار کہتے ہیں کہ درمیان آسمان اور زمین کے ہے اور اُس سے سلامت اور محفوظ رہے۔ دُوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت خُلت کا عطا ہُوا اور حضرت کو محبوبیت کا اور مقام محبت مقام خلت سے برتر ہے علماء نے اس میں ایک کلام لطیف کہا ہے کہ خلیل خُلت سے بمعنے حاجت کے ہیں اور حبیب فعیل ہے بمعنے فاعل یا مفعول پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من وجہ محب ہیں اور بے وساطت وغرض کے من وجہ محبوب اور بعضوں نے لکھا ہے کہ خلیل کا فعل برضائے حق ہوتا ہے اور فعل حبیب برضا اور خوشنودی حبیب۔ حضرت موسٰے علیہ السّلام کا عصا سانپ بن جاتا تھا لیکن کلام نہ کرتا تھا ہمارے حضرت کے درد جدائی میں ستون لایعقل محض جس کو نطق و کلام سے واسطہ نہیں گریہ وزاری کرنے لگا۔ اور یہی معجزہ حضرت عیسٰے علیہ السّلام کے معجزہ پر بھی سبقت رکھتا ہے کہ اُنہیں احیا موتے کا معجزہ دیا گیا تھا مُردے زندہ کر دیتے تھے سو وُہ اتنا تعجبات سے نہ تھا اس لئے کہ ایک جسم میں جس میں کہ روح کا پہلے گذر تھا اُس میں روح کا پھر واپس آجانا عجائبات سے نہیں ہے چہ جائیکہ لکڑی کا شور کرنا اور اُس میں شگاف ہوجانا۔ حضرت موسٰے علیہ السّلام کے عصا سے چشمہ جاری ہُوا ہے تو کچھ بعید نہیں اس لئے کہ پتھر اور زمین سے یُوں ہی چشمے جاری ہُوا کرتے ہیں ہمارے حضرت کے انگشتانِ مبارک سے متواتر چشمے جاری ہوگئے ہیں جو کہیں بڑھکر ہے حضرت موسے علیہ السّلام نے دریائے نیل کو بمدد عصا کے عبور کیا تھا۔ حضرت نے شب معراج میں کرہ آب کہ درمیان آسمان وزمین کے ہے عبور فرمایا ایک مرتبہ حضرت موسٰے علیہ السّلام نے عرض کی کہ خداوندا تو نے مجھے کلیم گردانا اور محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حبیب۔ خداوندا حبیب اور کلیم میں کیا فرق ہے۔ ارشاد ہُوا

کہ اے موسیٰ کلیم وہ ہے کہ جو میرا رضا جو ہو اور حبیب وہ ہے کہ جس کا میں رضا جو ہوں
اے موسیٰ کلیم وہ ہے کہ میرے شوق دیدار میں اپنی خواہش سے کوہ طور تک آوے اور
مناجات کرے میرے یہاں سے صدائے لن ترانی پا کر واپس جائے اور حبیب
وہ ہے کہ بستر خواب پر باناز و نعیم آرام فرما ہو میں جبرئیل امین کو براق لیکر بھیجوں اور
عرش بریں پر بلاواسطہ گفتگو کروں اور اپنے دیدار سے مشرف کروں۔ شعر

خط سبز و لب و لعل و رخ زیبا داری ۔۔۔ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات ۔۔۔ انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

بیان حسن و شمائل

حضرت کی حسن و جمال کی کیفیت میں ارباب لطافت نے لکھا ہے کہ آپ
حسن مرآت جمال آئینہ مظہر ذات تھے ہی ہے صحیحین میں براء بن عازب سے روایت
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھکر خوبرو و خوش خلق تھے اور حدیث
ابی ہریرہ رضی میں آیا ہے مَارَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
نہیں دیکھا میں نے کسی چیز کو بہتر اور خوشتر پیغمبر خدا سے۔ حضرت فرماتے ہیں اَخِی
یوسف صَبِیْحٌ وَاَنَا مَلِیْحٌ بھائی یوسف کے حسن میں صباحت اور چمک تھی اور میرے حسن
میں ملاحت یعنی نمکینیت پائی جاتی ہے۔ نمک کا قاعدہ ہے کہ جس چیز میں نمک
ڈالا گیا اسے خوش ذائقہ کر دیتا ہے اور دوسرا نکتہ یہاں پر یہ ہے کہ ہر چیز کو دیکھا...
شہ چونکہ حضرت محبوب خلائق تھے اس لئے جدھر متوجہ ہوا آپ میں جا کر حل ہو گیا
اور اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی قدر تھی تو اس سے زلیخا جیسا کہ عم...

لہ شیئًا کی جگہ پر انسانًا یا رجلًا نہیں کہا اس لئے کہ آپ کا حسن تمام چیزوں پر فوقیت رکھتا
لہ حضور اقدس صلعم کی چمک الوہی معنوی ہے اسی باعث سے چمک آفتاب اور ماہتاب۔ باقی بر صفحہ

عورتوں کو مردوں سے اُنس ہوتا ہے اور ہمارے حضرت کے عشاق شیدا کو دیکھئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے کہ آپ کے عشق و محبّت میں اپنی جانیں وقف کردیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ شعر

لواحی زلیخا لو رأین جبینہ　　لآثرن تقطیع القلوب علی ید

حضرت یوسف علیہ السّلام کو دیکھ کر جو عورتیں کہ زلیخا پر طعن کرتی تھیں اُنہوں نے بجائے لیموں کے اپنی اُنگلیاں کاٹ ڈالیں تھیں اگر اُن میں سے کوئی میرے یوسُف کو دیکھتیں تو بجائے اُنگلیوں کے اپنے جگر کے ٹکڑے کر ڈالتیں۔ حضور فرماتے ہیں اِنّہٗ اُعْطِی شَطْرَ الْحُسْن بتحقیق کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کو ایک حصّہ حسن کا دیا گیا یعنے میرے حسن کے بعد نصف حصّہ حسن کا بھائی یوسف کو نصف تمام عالم کو عطا ہُوا۔ جابرؓ بن سمرہ کہتے ہیں کہ دیکھا میں نے رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شبِ مہتاب میں وعلیہ حلۃ حمراءُ اور آپ حُلّہ احمر اوڑھے تھے کبھی میں چہرہ کو آپ کے دیکھتا اور کبھی ماہتاب کو قسم خدا کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے آپکا چہرہ ماہتاب سے کہیں زیادہ منوّر تھا۔

زناں عصر بھی گر دیکھیں جلوہ محمدؐ کا　　تو ہوتا ہر زنِ عاقل ہاں محوِ شوہر بد کا
وُہ ہیں فخرِ رسل گو انبیا سے سب کے آخر تھے　　تقدم میں نہیں قرآن سے عالی مرتبہ محمدؐ کا

فسبحٰن من خلقہ وحسنہ واجملہ واتمہ واکملہ سبحٰن اللہ سبحان اللہ

رباعی

کسے بحسن ملاحت بیار ما نہ رسد　　ترا دریں سخن انکار ما نہ رسد
ہزار نقش بر آید ز کلک صنع ولے　　یکے بخوبیٔ نقش و نگار ما نہ رسد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۔ یہ جمالِ شیاریں چمک تی ہے ملائکہ کے چہروں میں اُسکی چمک دیدہ مردمک میں اُسکی چمک ظاہر ہیں اور اُس مفیض کریم پر کمال رحمت و کمال ستر ہزار پردہ ہٹے ہیبت و جلال و رحمت و جمال ڈالے گئے ہیں کہ چشم عالمیان اُسکے ادراک سے دُور و مہجور ہے اگر حجاب اُٹھادیں تو عالم کی کیا جان کہ اُسکی تجلیات کی تاب لا سکے تمام جہان جلکر

سرو چشم مبارک

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے
علیہ وآلہ وسلم عظیم العینین اَھْدَبُ الاشفار بزرگ چشم و دراز مژگان تھے نہ
زیادہ بزرگ بلکہ لقدر الوسط کہ صفات اعضائے شریف سے ہے اور آنکھیں آپ
ایسی معلوم ہوتیں کہ گویا سرمہ کھنچا ہوا ہے اگرچہ سرمہ آپ نہ لگائے ہوتے۔ ابن عباسؓ سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریکی میں ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ روشنی میں حدیث
صحیح میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقتدیوں سے فرماتے کہ تم رکوع و سجود
میں جلدی نہ کیا کرو کہ میں تم کو آگے اور پیچھے سے برابر دیکھتا ہوں۔ تمہارا رکوع و سجود مجھ
پوشیدہ نہیں ہے چونکہ آپ آئینہ خدانما تھے۔ اس لئے تعجبات سے نہیں حدیث شریف
میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں دیکھتا ہوں وہ چیز کہ نہیں
دیکھتا تم میں سے کوئی اور سنتا ہوں وہ کہ نہیں سنتا تم میں سے کوئی حضرت کی آنکھوں
کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی اور حضرت کے سر اور داڑھی میں سفید بال بیس سے
زیادہ نہ تھے اور بعض روایت میں اس سے بھی کم آئے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
کے بال بہت بل کھائے ہوئے نہ تھے جیسے کہ حبشیوں کے ہوتے ہیں اور نہ نرم ا
نہ نیچی لٹکے ہوئے بلکہ ان دونوں کے درمیان تھے۔ جبین مبارک اور آپ واضح الجبین
کشادہ پیشانی تھے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ واسع الجبین کعبؓ بن مالک
مروی ہے کہ جب شکن جبین پاک پر پڑتی تو ایسا معلوم ہوتا کہ قطع قمر ہے کہ بال ابرو
پاک کے سخت نہ تھے بلکہ چھوٹے اور ملائم تاکہ اطلاق اقتران و عدم اقتران کا صحیح
آوے بعضے صحابہؓ کہتے ہیں کہ دیکھا ہم نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو احسن الوجہ
عظیم الجبہہ دقیق الحاجبین بینی و دہان شریف اقنی الانف واتم
العینین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فراخ دہان تھے ابن عباسؓ سے حدیث میں
آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ لب تھے اور جب آپ تکلم فرماتے تو معلوم ہو

کہ گویا نور دندان مبارک سے نکل رہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں
کہ ایک روز میری سوئی کھوئی گئی تھی گھر میں روشنی نہ تھی حضور باہر سے تشریف لائے اور
آپ نے تبسم فرمایا دندان مبارک سے آپ کے ایسی چمک پیدا ہو گئی کہ جو چیز میری گم ہو گئی
تھی مل گئی۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ لب و دہن وہاں حضرت کے احسن اور لطیف تمام
مردمان سے تھے۔ آب دہن آپ کا بیماروں اور ولداگوں کے لئے دارو ئے شفا تھا۔
حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا حضرت نے اپنا آب دہن
اس میں چھوڑ دیا پھر مدینہ میں ایسا کوئی کنواں نہ تھا جس کا پانی اس کنوئیں کے پانی
سے زیادہ شیریں رہا ہو۔ شیریں کلامی اور خوش آوازی میں کوئی آپ کے مثل نہ تھا۔
اصدق الناس لہجہ۔ وصف کلام میں واقع ہوا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ نہیں بھیجا خدا تعالے نے کسی پیغمبر کو مگر خوش آواز اور خوشرو۔ آپ کی آواز وہاں پہنچتی
جہاں کسی کی نہ پہنچتی۔ آپ تمام خلق اللہ سے بڑھ کر فصیح اور بلیغ تھے۔ حضرت عمر ابن الخطاب
رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فصاحت
آپ کو کس طرح سے حاصل ہوئی۔ آپ نے فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی مجھے میرے
پروردگار نے ادب سکھایا آپ کی صفت تھی اوتیت جوامع الکلم واختصر لی
الکلام یعنی آپ تھوڑا کلام فرماتے اور معنی اس کے بہت ہوتے ہیں اور حدیث ابن
ابی ہالہ میں آیا ہے کان رسول اللہ علیہ وسلم عظیم الھامۃ آپ کا سر مبارک
بزرگ تھا اور بخاری علیہ الرحمۃ کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا سر بڑا تھا جو کہ عرب کے نزدیک ممدوح ہے۔ کیونکہ یہ آپ کی سرداری اور
عظیم الشانی اور عقلمندی پر دلالت کرتا ہے۔ بال آنحضرت کے اوسط کانوں تک تھے
اور ایک روایت میں ہے کہ کانوں اور شانوں کے درمیان میں تھے اور ایک روایت
میں دونوں کانوں کی لو تک ہے۔ اور ایک روایت میں کندھوں کے پاس تک
یعنی جب کنگھی کرتے اور تیل لگاتے تو ذرا معلوم ہوتے تھے نہیں تو چھوٹے اور
مجمع البحار میں آیا ہے کہ جب بال کترنے سے غفلت فرماتے تو دراز ہو جاتے۔ اور جب

کرتے تھے تو چھوٹے ہو جاتے تھے۔ سینہ مبارک آپ کا الم نشرح لک صدرک کا
مصداق تھا۔ سینہ شریف سے ناف مبارک تک ایک نشان بالوں کا واقع ہوا تھا بغل
شریف سفید تھی قرطبی نے کہا ہے کہ بال آپ کی بغل میں نہ تھے لیکن محدثوں کو اس میں کلام
ہے واللہ اعلم۔ آپ کی بغل مبارک سے مشک کی بو آتی تھی۔ پشت مبارک پر مہر نبوت تھی
مثل بیضۂ کبوتر کے واقع ہوئی تھی۔ در آنحالیکہ اگلے پیغمبروں کے دست راست میں تھی
مہر نبوت کا حضرت سید الاولین و الآخرین کی پشت مبارک پر واقع ہونا آپکے خاتم النبیین
ہونے کی دلیل ہے۔

بیت

نبوت را توئی آں نامور پشت — کہ از تعظیم دارد مہر بر پشت

حقیقت اس کی ایک سر عظیم اور نشانی نادر تھی۔ سوائے حق تعالیٰ کے کوئی
اُس کی رمز کو نہیں جانتا۔ شیخ ابن حجر مکیؒ اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ اُس میں لکھا
ہوا تھا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ توجہ حیث کنت فانک منصور۔ آپ کے
دست مبارک دراز اور کشادہ تھے ریشم سے زیادہ ملائم اور برف سے زیادہ ٹھنڈے
بخاری میں انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نہیں چھوا میں نے کسی حریر اور دیبا
کو جس میں نرمی اور ملائمیت حضرت کے کف دست سے زیادہ پائی جاتی رہی ہو۔
مسلم نے روایت کی ہے کہ مس کیا حضرت نے رخسار جابرؓ بن سمرہ کو جابرؓ کہتے ہیں کہ
پائی میں نے آنحضرت کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو گویا کہ آنحضرت نے نکالا ہاتھ اپنا
عطار کے ڈبہ میں سے۔ طبرانی اور بیہقی میں روایت ہے کہ مصافحہ کیا ہم نے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ہمارے ہاتھ سے بوئے مشک کی آتی تھی اور سعدؓ بن
وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ ایک حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میری
عیادت کو تشریف لائے حضور سرور کائنات نے اپنا دست مبارک میری پیشانی پر
رکھا اور میرے سینہ اور شکم کو مس کیا مجھ کو ہمیشہ سردی دست مبارک کی اپنے جگر پر معلوم
ہوتی۔ آپ نہ بہت بلند قامت تھے نہ بہت پست قد مگر جب کسی قوم کے درمیان
ہوتے ... سے بلند اور سرفراز نظر آتے۔ یہ درازی قد کے سبب سے نہ تھا

بلکہ بوجہ عزت و رفعت اور عظمت کے تھا۔ اور در حقیقت یہ معجزہ تھا اور سایہ قد مبارک کا نہ تھا کیونکہ آپ تو نور خدا تھے اس لئے نور کا سایہ ہونا دشوار ہے پس سایہ کا سایہ کیسا۔

رباعی

اے لقبے کز انبیا اعلم بود — احمد نامی کہ سرور عالم بود
زاں سایۂ او نبود کہ ہمراہ بود — محرم جائے کہ سایہ نامحرم بود

آں فخر رسل کش دو جہاں مایہ بود — فرق سر عرشش اولیں پایہ بود
آں ذات بود سایہ ذات ایزد — عاقل داند کہ سایہ بے سایہ بود

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

حدیث ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سے زیادہ کسی کو تیز چلنے والا نہ دیکھا اور یہ حضرت کے معجزات سے تھا کہ اور لوگ دور سے اور مشقت کھینچتے مگر حضرت کے ساتھ نہ پہنچتے اور آپ بآسانی اور بے تعب سب سے آگے چلتے۔

عرق جسد شریف

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سونگھا میں نے کسی خوشبو کو جتنے کہ مشک اور عنبر کہ جس میں خوشبو عرق جسد مبارک سے زیادہ ہو حضرت دوپہر کے وقت جب حضرت ام سلیمؓ کے گھر میں جو کہ بسبب دودھ یا نسب کے آپ کے محرموں میں سے تھیں استراحت فرماتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آتا تو ام سلیمؓ آپ کا پسینہ اکٹھا کرتیں اور اپنے عطر اور خوشبوؤں سے زیادہ معطر تھا۔ عاصم امراۃ عنبر بن فرقد السلمیؓ سے روایت ہے کہ ہم چار بیویوں نے عتبہ سے آپس میں خوشبو لگانے کی شرط کی ہر ایک بمقدور بضاعت اپنے عمدہ عمدہ عطر بہم پہنچاتیں عتبہ غریب تھیں اُن کی خوشبو کو نہ پاتیں۔
ایک روز حضرت انکے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے گردن مبارک کے نیچے ایک رومال رکھدیا چند قطرے پسینہ کے جسد مبارک سے اُس پر گرے پس جب شرخہ ا

کہ اے عقبہ اب تھوڑے دن سے ایسا عطر لگا کر آتے ہو کہ ہم کتنا ہی قیمتی عطر لگاتی ہیں مگر مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ایک مرتبہ ایک غریب عورت اپنی لڑکی کو اُس کے شوہر کے پاس بھیجنے والی تھی اُس کے پاس کچھ خوشبو کی چیز نہ تھی حضرت کے پاس آئی آپ نے چند قطرے جبین مبارک سے اُسے دے دیئے اور یہ کہا کہ اُس لڑکی کے جسم میں لگا دینا۔ اُس عورت نے ایسا ہی کیا لڑکی کے بدن سے مشک اور عنبر کی خوشبو آنے لگی۔ یہاں تک کہ اُس کی اولاد سے بھی خوشبو آتی رہی اور اہل مدینہ اُس کے گھر کو بیت المطیبین خوشبوداروں کا گھر پکارنے لگے۔ آپ کا جس راستہ سے گذر ہوتا کسی پوچھنے والے کو ضرورت پوچھنے کی نہ پڑتی۔ حضرت کو احتلام سے غسل کی حاجت کبھی نہیں ہوئی۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

خلق شریف

آپ کے حسن اخلاق وصفات اور خصائل کس زبان سے ادا ہوں۔ جبکہ حق تعالےٰ خود آپ کے فضائل عظیم کا بیان رنے والا ہو۔

جز خدا نشناخت کس قدر تو زانکہ　　کس خدا را ہمچو تو نشناختہ

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی　　خدا سے پوچھئے شان محمدؐ

ن اپنے اپنے فہم و ادراک کے موافق ہر شخص اپنی ہمت بلند کیا چاہتا ہے۔

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند　　بقدر دانش خود ہر کسے کند ادراک

جمیع اخلاق عظیمہ وصفات حمیدہ سے آراستہ و پیراستہ تھے۔

بہ تعلیم و ادب او را چہ حاجت　　کہ او خود ز آغاز آمد مودب

ث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا لوگوں نے کہ حضرت کا اخلاق تھا آپ نے فرمایا کان خلقہ القرآن متصف تھے کان فضل اللّٰہ

علیک عظیما غزوہ اُحد میں جبکہ آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور سر شریف مجروح ہوا اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اُن کے حق میں بددعا کیجئے تا کہ اپنی سزا کو پہنچیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں بددعا کے لئے نہیں بھیجا گیا اور آپ نے دُعا بھی کی تو کیا کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون خداوندا تو اُن کو ہدایت کر کہ یہ میرے رتبہ سے ناواقف ہیں۔ آپ کو خدا نے تمام عالم کی طرف رسول کر کے بھیجا تھا۔ قول حق تعالیٰ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا مسلم میں حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارسلت الی الخلق کافۃ و قول حقتعالیٰ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ سے ظاہر ہے کہ آپ تمام عالم کی طرف رحمت کر کے بھیجے گئے تھے جن میں ملائکہ بھی شامل ہیں لکھا ہے کہ صبح و شام ستر ہزار فرشتے قبر شریف کی تعظیم و تکریم کے لئے اُترتے ہیں۔ حضرت اُمّی محض تھے کبھی کسی کے آگے آپ نے کتاب نہیں کھولی نہ کسی سے تعلیم پائی۔ بیت

نگارِ من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت ۔۔۔ بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

بجز حق تعالےٰ کے کہ اُس نے اپنے حبیب کو علوم و اسرار ماکان و مایکون کی تعلیم فرمائی۔ قولہ تعالیٰ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما

شاہ رسل شفیع امم خواجہ دو کون ۔۔۔ نورِ ہدیٰ حبیب خدا سید انام

مقصود ذات اوست دگر ہا ہمہ طفیل ۔۔۔ منظور اوست و دگر ہمگی غلام

ہر رتبہ کہ بود در امکان برو ست ختم ۔۔۔ ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام

برداشت از طبیعت امکان قدم کہ آں ۔۔۔ اسریٰ بعبدہ است من المسجد الحرام

تا عرصۂ وجوب کہ اقصائے عالم است ۔۔۔ کانجا نہ جا ست نے جہت و نے نشان نہ نام

[illegible] بس شگرف در بیضا [illegible] ۔۔۔ از رمز شناسئے عالم جاں [illegible] این مقام

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارک و سلم

عفو و ترحم۔ حضرت نے کسی سے کبھی اپنے نفس کے لئے بدلا اور انتقام نہیں لیا ایک

مرتبہ ایک یہودی نے حضرت کے ساتھ دین کی بابت کچھ سختی کرنی چاہی حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو غصہ آیا اور شمشیر کھینچ لی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور
فرمایا اے عمرؓ مناسب یہ تھا کہ تم مجھ کو ادائے قرض کے لئے سمجھاتے اور اُس کو
تقاضا کرنے کے لئے۔ اچھا جاؤ اس کا جو چاہیئے اُس کے ماسوا بیس صاع اس سختی کے
لئے بدلہ میں اُسے لاکر دیدو۔ وہ یہودی کہنے لگا اے عمرؓ میں نے حضرت میں سب علامتیں
خاتم النبیین ہونے کی پائیں اور میں ایمان آپ پر لایا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ
واشھد ان محمد رسول اللّٰہ۔ جب حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
بحکم الٰہی مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی اور آپ کے یار صادق حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمراہ رکاب تھے تو اثنائے راستہ میں سراقہ بن مالک بن جعشم نے
(اُس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) آپ کو دیکھا اور چاہا کہ بموجب الغامی اشتہار
کفار مکہ کے آپ کو پکڑے اور گھوڑا پر سوار ہو کے تعاقب کیا جب قریب پہنچا آپ نے
دُعا کی سراقہ زمین میں معہ گھوڑے کے دھنسنا شروع ہو گیا۔ اور کمر تک دھنس گیا
بعض روائیتوں میں آیا ہے کہ حضرت نے تین دفعہ اُسے معاف کیا اور تین دفعہ وہ
دھنسا اخیر میں اُس نے حضرت سے پناہ مانگی آپ نے اُسے پناہ دیدی۔ حالانکہ قارون
کہ حضرت موسٰے کا چچا زاد بھائی بھی تھا حضرت موسٰے علیہ السلام سے اُس نے
پناہ مانگی اور حضرت موسٰے نے پناہ نہ دی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ
آرام فرما رہے تھے جب جاگے دیکھا کہ ایک اعرابی تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہے اور
کہتا ہے کہ اب تجھ کو کون بچا سکتا اور پناہ دے سکتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا
اللہ۔ بس اُس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے اب
کون بچا سکتا ہے وہ اعرابی کانپنے لگا معذرت کی آپ نے اُسے معاف فرمایا
صحابیوں سے آپ فرماتے کہ میری تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ نہ کیا کرو جیسا
نصاریٰ نے مریم کے بیٹے کے ساتھ کی اور اُنہیں خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ لوگ آپ کی
تعظیم کو کھڑے ہوتے تو آپ منع فرماتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
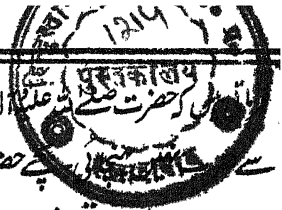
[illegible] کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجز جہاد کے کہ فی سبیل اللہ تھا کسی کو اپنے ہاتھ سے [illegible] اپنے حضرت کا ہاتھ پکڑ لیتے اور جہاں جی چاہتا لیجایا کرتے۔ آپ بلا تامل چلے جاتے منع اور دریغ نہ فرمایا کرتے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کی دس برس تک خدمت کی آپ کسی کام کے لئے نہ پوچھتے کہ ایسا کیوں کیا یا یہ کہ ایسا کیوں نہ کیا۔ حلیمہؓ سعدیہ ایک مرتبہ آئیں حالانکہ اُس وقت اسلام نہ لائی تھیں۔ آپ نے اُن کے لئے اپنی چادر مبارک بچھادی اکثر آپ معتمدین یہود و نصاریٰ کی تعظیم کیا کرتے تھے کان یحب الفقراء والمساکین فقراء کی صحبت زیادہ پسند تھی جب آپ کا گذر مسکینوں کے پاس ہوتا آپ فرماتے مسکین جاس المساکین ایک مسکین ہے کہ مسکینوں میں آبیٹھا ہے فرماتے ہیں اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین آپ کوئی مجلس ہوتی سب سے اخیر میں بیٹھا کرتے۔ ممکن نہیں کہ کسی سائل کے جواب میں آپ نے لا کا کلمہ فرمایا ہو۔

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز مگر به اشھد ان لا الٰہ الا اللہ

حکیمؓ بن حزام کو کہ مقبول درگاہ اور ہمشیر زادہ حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے تھے آپ نے منع فرمایا جب تک ہوسکے کبھی کسی سے سوال نہ کرو۔ کہتے ہیں کہ حکیمؓ کی یہ نوبت پہنچی کہ اگر تازیانہ بھی زمین پر گر جاتا تو کسی سے اُٹھانے کو نہ کہتے کہیں سے اگر مال غنیمت تحفہ یا خراج کا آتا تو مومنوں کو تقسیم فرمادیتے اور اپنے لئے کچھ نہ چھوڑتے۔

بیت

ہر چہ آمدی بدست بدادی تو پیش ازیں — ایں جود آنکس است کش از فقر عار نیست

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نہ دیکھا کسی مرد کو دلبر زیادہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ اور حدیث بخاری میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — حیاء من العذراء فی الخدر ا

یعنے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیا اور شرم میں دوشیزہ عورت سے بھی بڑھ کر

جب کفارانِ طائف نے حضرت کی تکذیب حد سے زیادہ کی اور سخت ایذائیں دیں۔ ایک فرشتہ حاضر ہوا جو پہاڑوں پر متعین ہے اور کہا کہ خدا تعالے نے آپ کی خدمت میں مجھے بھیجا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو یہ دشمن پہاڑوں سے پامال کر دیئے جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ یہ ہلاک ہوں کیا عجب کہ خدا تعالے ان کے صلب سے ایسی اولاد پیدا کرے کہ وہ مومن ہوں اور ایمان لائیں دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ خدا تعالی نے زمین و آسمان اور پہاڑوں کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی اطاعت کریں اور اگر فرمائے تو ہلاک کر دیں آپ کے دشمنوں کو آپ نے فرمایا کہ میں صبر کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ شاید خدا ان پر رحم کرے اور یہ ایمان لاویں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

قبیلہ قریش میں چار فرقے تھے آپس میں بناء کعبہ کے وقت حجر اسود کے رکھنے میں بحث کرتے تھے کہ جو ہم میں بہتر ہو وہ حجر اسود کو رکھے۔ چنانچہ سبھوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ جو شخص سب سے پہلے حرم محترم کے دروازہ سے اندر آوے۔ وہ ہمارے درمیان جو فیصلہ کرے ہم سب کو منظور ہے۔ اتفاقاً حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے اُس دروازہ مبارک سے تشریف لائے تو قریش نے حال عرض کیا آپ نے ایک چادر منگائے اور چادروں کو سے چاروں قبیلہ کو دیئے وہ لوگ حجر اسود کو اس کے مقام کے پاس لیگئے اور حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو مقام پر اُٹھا کے رکھ دیا۔ بس سب کے سب راضی ہو گئے۔ کفار اگرچہ منکر تھے مگر پیٹھ کے پیچھے حضور کی امانت اور صداقت کا اقرار کیا کرتے تھے ولید بن مغیرہ کہ سردار کفاران قریش سے تھا اکثر قرآن سنتا اور کہتا کہ مجھے یقین ہے کہ یہ کلام کلام بشر سے نہیں ہے۔ اس میں شیرینی اور دل کی ... ہے اور کلام ... ہے ... حضرت

کی رسالت کا علم رکھتے تھے۔ اور اپنے لڑکوں کو وصیت کر جانے کہ جب نبی آخر الزمان کو پانا تو ہمارا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ ہم نے آپ کے اشتیاق دیدار میں جان دیدی ہے۔

قناعت اور توکل

آپ کے فقر اور قناعت کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین روز تک متواتر کبھی گیہوں کی روٹی سیر ہو کر نوش جان نہیں فرمائی اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ نہ دو روز متواتر نان جو۔ اگر آپ چاہتے تو خدا تعالیٰ وہ چیز عطا فرماتا کہ نہ وہم میں آسکتی ہے نہ خیال میں۔ فرماتی ہیں کہ حضرت کی وفات کے بعد میرے یہاں ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہ تھا۔ بجز ایک کیل جو کے۔ فرماتی ہیں کہ مہینوں گذر جاتے اور ہمارے گھر میں آگ تک نہ جلتی۔ صرف خرما سے ہم بسر کرتے۔ فرماتی ہیں کہ آپ نے تمام عمر سیر ہو کر نہیں کھایا اور نہ کبھی کسی سے شکایت کی فاقہ کو دوست رکھتے تھے۔ اکثر اوقات آپ پیٹ پر پتھر باندھ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے رو کر عرض کیا۔ روحی فداک اللہ یا رسول اللہ کاش کے آپ دنیا کی کوئی قوت قائم رکھنے والی پسند فرما لیتے۔ کیونکہ اگر آپ چاہیں تو پروردگار عالم تمام خزانہائے روئے زمین آپ کے سپرد کر دے آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ صدیقہ مجھے دنیا سے کیا واسطہ میرے بہت سے بھائی ہیں کہ نبی گذر چکے ہیں۔ انہوں نے صبر کیا ہے اور مستحق ثواب کے ہوئے مجھے شرم آتی ہے کہ میں تن پروری کروں اور ان کی جماعت سے علیحدہ ہو جاؤں بابی انت وامی

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ایک ٹکڑا نان جو کا حضرت کے سامنے لائیں آپ نے پوچھا اے فاطمہؓ یہ تم نے کہاں سے پایا فرمانے لگیں کہ آج کئی وقت گذرنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہیں سے تھوڑا سا جو لائے تھے میں نے اُسے صاف کر کے ایک روٹی اس کی پکائی ایک ٹکڑا تو حضرت علی کو دے آئی ایک امام

حسنؓ و امام حسینؓ کو ایک اپنے لئے رکھ آئی ہوں - میرے دل نے قبول نہ کیا کہ م
بغیر آپ کے کھا لوں - حضرت نے اُسے کھایا اور فرمایا کہ اے فاطمہؓ یہ نہ سمجھنا
محمدؐ نے آسودہ ہو کر کھا لیا ہے تین روز ہو گئے ہیں کہ ایک لقمہ بھی پیٹ کے ا
نہیں گیا -

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے بستر مبارک کا بھ
پوست خرما سے تھا ایک روز حضرت حفصہؓ نے بستر مبارک کو بجائے دو تہہ کے چ
تہہ کر کے بچھا دیا صبح کو حضرت نے اُٹھ کر پوچھا کہ اے حفصہؓ آج تم نے کیا بچھا د
تھا عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج میں نے بستر مبارک کے چار تہہ کر دیئے تھے آپ
فرمایا کہ اسے اُسی حالت پر چھوڑ دو اس لئے کہ آج مجھے سونے میں زیادہ غفلت
معلوم ہوئی آپ رات رات بھر نماز میں قیام فرماتے اور شکم مبارک سے آواز مثل چ
کے آیا کرتی اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ حضرت کی شان میں فرماتا ہے یا ایھا النبی انا ارسلن
شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا - حدیث ابن
ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ فرماتا ہے کہ حق تعالیٰ کہ تم جانتے ہو کہ ہم نے کس چ
کے ساتھ تمہارا نام بلند کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ دانا تر ہے ارشاد ہو
کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے اور ارشاد ہوا کہ میں نے قرار دیا تیر
ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ تیری طاعت اپنی طاعت کے ساتھ جس نے تیرا ذکر کی
اس نے میرا ذکر کیا جس نے تیری طاعت کی اس نے میری طاعت کی من یطع الرسو
فقد اطاع اللہ ایک مرتبہ چند کفاران قریش نے حضرت کے دولت خانہ کو شب
بجرت فرا لیا تھا پیغمبر تھا حضرت جبرئیل امین آئے اور حضرت سے فرمایا کہ آپ انکے
سر پر خاک اٹھا کر ڈال دیجئے چنانچہ حضرت نے خاک ڈال دی وہ سب کے سب

اندھے ہو گئے حتےٰ کہ حضرت نکل گئے اُنہیں پتہ نہ چلا۔ ایک جگہ ارشاد ہوا ہے اِنَّ
الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق اَیْدِیْھِم جس نے بیعت
کے لئے تمہارے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اس کا ہاتھ گویا خدا تعالےٰ کے ہاتھ پر ہے بس گویا
واسطہ محبت اور الفت کا اس درجہ تک ترقی کر گیا کہ اللہ تعالےٰ حضرت کے فعل کو اپنا
فعل اپنے فعل کو اُن کا فعل قرار دیتا ہے اب اس سے بڑھ کر بزرگی کس کی اور کیا
ہو سکتی ہے اور کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ راز و نیاز کیا ہے **بیت**

محمد سِرّ قدرت ہے کوئی رمز اُسکی کیا جانے — شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

بس ٹھیک ٹھیک مناسبت اس سے ہو گئی۔ **شعر**

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اللہ اکبر جل جلالہ و عم نوالہ نے قرآن مجید میں جہاں اور انبیاء اور مرسلین کو طب
بنایا ہے ارشاد ہوا ہے یا آدم یا نوح یا موسیٰ ہمارے حضرت کو فرماتا ہے۔
یٰاَیُّھا النبی یا ایھا الرسول ما کان محمد الرسول اللہ یا اشھد ان محمدا عبدہٗ
و رسول یا بعض جگہ ارشاد ہوتا ہے یا ایھا المدثر یا ایھا المزمل اے میرے
گدڑی کے اوڑھنے والے کیا آسمان کیا بہشت حتےٰ کہ کوئی درخت بہشت میں ایسا
نہیں ہے جس کے ہر پتہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ لکھا ہو فرماتے
ہیں کہ جب میں آسمان پر گیا دیکھا کہ ہر جگہ اللہ کریم کے نام کے ساتھ میرا نام لکھا ہے اللہ
تعالےٰ قرآن پاک میں حضرت کے عمر شریف کی قسم کھاتا ہے لعمرک انھم لفی سکرتھم
یعمھون حضور کے خاک پائے مبارک کی بھی قسم کھاتا ہے لا اقسم بھذا البلد ایک مرتبہ
بمقتضائے بشریت حضور کی زبان مبارک سے انشاء اللہ کا کلمہ نہ جاری ہوا
تھا وہاں کی درگاہ تو بے نیاز ہے وحی ۔۔۔ حضرت ملول خاطر رہتے تھے
حتےٰ کہ ایک روز نماز تہجد بھی قضا ہو گئی بس کفار آپس میں طعن کرنے لگے کہ معاذ اللہ محمد کے
خدا نے محمد کو چھوڑ دیا ہے اور عداوت کر لی ہے اُس وقت یہ سورۂ پاک نازل ہوئی

والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ پروردگار نے قسم کھائی دن اور تاریکی شب کی اور بعضے مفسر یوں
فرماتے ہیں کہ یہ قسم حضرت کے روئے مبارک و موئے مشک نائی کی کھائی ہے صلے اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم ما ودعک ربک وما قلیٰ تمہارے پروردگار نے تمہیں چھوڑا نہیں
نہ عداوت کرتا ہے وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ تمہارے پچھلے دن اگلے
سے اچھے ہیں ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ تمہارا رب تمہیں ایسا عطا کرے گا
کہ تم راضی اور خوش ہوجاؤ گے یہ وعدہ ہے کہ حق تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت
کے دن حضرت کو شفاعت کا رتبہ عطا کرے گا۔ اور عجب نہیں کہ اس آیت میں
بھی اسی کا تذکرہ ہو لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا
غرض کہ سارا قرآن مجید حضرت کے اوصاف حمیدہ سے بھرا ہے۔ انا اعطینک الکوثر
فاوحی الی عبدہ ما اوحی اذا الشمس کورت انہ لقول کریم ذی قوۃ عند
ذی العرش مکین مطاع ثم امین ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ
یٰس والقراٰن الحکیم انک لمن المرسلین ۝

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد وبارک وسلم

جتنے انبیائے مرسلین بھیجے گئے اُن سے فرمادیا گیا کہ تم نبی آخر الزمان کو پاؤ
تو اُن پر ایمان لانا حضرت فرماتے ہیں لو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا
اتباعی اگر آج کے دن حضرت موسےٰ نبی زندہ ہوتے تو اُن کو بھی میری ہی
پیروی کرنی ہوتی۔ چنانچہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جب قرب قیامت میں نزول
فرماویں گے تو شریعت محمدی کی پیروی کرتے ہونگے نہ کہ اپنی شریعت کی حضرت
ہمارے جمیع انبیائے مرسلین کے سید اور سردار ہیں شب معراج میں آپ نے مسجد
اقصیٰ میں تمام انبیاء کی امامت فرمائی انجیل اور توریت میں اور ہر کتب سماوی میں
حضرت کی آمد کا حال لکھا تھا طلحہؓ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے
کہ میں نے بصرہ کی بازار ایک راہب کو دیکھا کہ ایک صومعہ میں بیٹھا ہے اور مجھ سے

پُوچھا کہ کیا تم میں وُہ شخص ظاہر ہُوا کہ نام اُس کا احمدؐ ہے اور وُہ نبی آخر الزمان ہے۔ اور لڑکا ہے عبدالمطلب کے بیٹے کا۔ حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا اور دریافت حال کی لوگوں نے کہا کہ ہاں محمدؐ پسر عبداللہ نبی آخر الزمان ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ حضرت ابو بکر صدّیق کے پاس گئے اور وُہ بعد دریافت وصداقت مشرف باسلام ہُوئے۔ حضرت فرماتے ہیں۔ کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد میں نبی تھا اُس وقت کہ جب آدمؑ درمیان روح اور جسم کے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے برگزیدہ فرمایا کنانہ کو اولاد اسمٰعیل علیہ السّلام سے اور برگزیدہ فرمالیا قریش کو کنانہ سے اور بنی ہاشم کو قریش سے اور مجھ کو برگزیدہ فرمالیا بنی ہاشم سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمیع ازواج مطہرات آپ کی وفات کے بعد دُوسروں کے لئے حرام کردی گئی تھیں۔ حضرت کی صورت پاک کی شیطان مشابہ نہیں بن سکتا اور کیسے بن سکے سہ

نقشۂ رُوئے مُنوّر نہ کھنچا پر نہ کھنچا ۔۔۔ متحیر ہُوئے تصویر بنانے والے

حضرت کے جسد مبارک پر مگس کبھی نہیں بیٹھی۔ جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔ حضور قبر شریف میں زندہ ہیں۔ صبح وشام اعمال اُمت کا آپ کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ آپ مناسب حال اُن کے حق میں دُعا فرماتے ہیں۔

فضائل اُمت مرحومہ

حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے ایک مرتبہ پُوچھا کہ خداوندا کیا کوئی اُمت میری اُمت سے بھی بڑھ کر ہے ارشاد ہُوا کہ اے موسےٰ کیا تو نہیں جانتا کہ اُمت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرامی تر ہے سب اُمتوں سے۔ پھر عرض کیا کہ خداوندا میں اُن کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ارشاد ہُوا کہ سُن میں اُن کے کلام سُنوائے دیتا ہوں۔ پس ندا کی حق تعالےٰ نے اُمتانِ محمدؐ کو انہوں نے جواب میں کہا لبیک اللھم لبیک پس فرمایا خدائے تعالےٰ نے

صلواتی علیکم ورحمتی سبقت غضبی وعفولیق عذابی حضرت موسےٰ کہنے لگے کہ خداوندا کیا اچھی آواز ہے۔ انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے وارد ہے کہ فرمایا رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدائے تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو نبی

اسرائیل کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا تھا کہ کہہ دیویں اپنی اُمت سے کہ جو منکر ہوا احمد مجتبےٰ سے پس اُس کے لئے ہے آتش جہنم کی خوفناک حضرت موسےٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ خداوندا احمدؐ کون ہے ارشاد ہوا کہ اے موسےٰ میں نے پیدا نہیں کیا کسی کو بہتر اور برتر اُن سے اور لکھا ہے میں نے اُن کا نام سر عرش پر اپنے نام کے ساتھ قبل اس کے کہ پیدا کیا میں نے زمین اور آسمان کو اور جنت حرام ہے تمام خلق کو جب تک کہ ان کی اُمت کے لوگ داخل نہ ہو لیں۔

نہیں ممکن کسی کو دُوسرا جنت میں لیجائے ۔۔۔ نہ لیجائینگے جب تک مصطفےٰ اُمت کو جنت میں

منظور کشف غیب حضور اُمم نہیں ۔۔۔ یہ اُمت اُخر ہی ہے مقدم نجات میں

پس فرمایا خدا تعالےٰ نے صفات اُمت محمدؐ کی اور دُعا کی حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہ خداوندا مجھے ان کا نبی گردان۔ وہاں سے ارشاد ہوا کہ اے موسےٰ یہ اُمت اُمت احمدؐ ہے۔ غرض اسی طرح سے تین مرتبہ آپ نے دُعا کی اور وہاں سے برابر یہی ارشاد ہوا۔ پھر ناچار عرض کی حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہ خداوندا پھر مجھے اس اُمت میں داخل کرلے۔ ارشاد ہوا کہ اے موسےٰ ہم نے بہ برکت اس درخواست کے دو خصلتیں عطا کیں ایک تو یہ کہ تم کو تمام آدمیوں میں برگزیدہ کر لیا۔ دُوسرے یہ کہ کلام اور رسالت کے ساتھ مخصوص کیا پس اب شاکر رہو۔

اے وصف تو در کتاب موسےٰ ۔۔۔ وی نعت تو در زبور داؤد

مقصود توئی ز آفرینش ۔۔۔ باقی ز طفیل تست موجود

یہ مراتب ہیں اس اُمت کے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اتنے جلیل القدر نبی دُعا کرتے ہیں کہ خداوندا مجھے اس اُمت میں شامل فرمالے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بصفات اس اُمت مرحومہ کی بہت سی ہیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ تمام روئے زمین ان کے لئے مسجد کر دی گئی جہاں چاہیں نماز

پڑھ لیں۔ نماز پنجگانہ بھی خصائص اُمت احمدیہ سے ہے بالخصوص نماز عشا کی یہ اور کسی
اُمت کے لئے نہ تھی۔ رمضان میں سحر کا کھانا افطار میں جلدی کرنا اکل وشرب جماع
رمضان کی راتوں میں ان کے لئے حلال کر دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت
میں اس قدر سختی تھی کہ اگر کہیں نجاست جسم میں لگ جاتی تو اُس جگہ کا گوشت کاٹنا پڑتا
اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شریعت میں نہایت آسانی رکھی گئی تھی مگر شریعت محمدیہ
درمیان جلال وجمال قہر اور لطف کے ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت
ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ مجھ کو اور نبیوں سے پانچ خصلتیں حق تعالےٰ نے زیادہ
عطا فرمائیں (۱) دشمنوں کے دل میں میرے نام سے دہشت واقع ہوتی ہے بقدر مسافت
ایک مہینے کے (۲) اور ساری زمین میرے لئے سجدہ گاہ بنائی گئی (۳) اور میرے پر
لوٹ کفار کی حلال کی گئی (۴) دیا گیا مجھ کو مرتبہ شفاعت عظمےٰ عامہ کا (۵) اور انبیار
مرسلین خاص اپنی قوم کے لئے بھیجے جاتے تھے اور میں بھیجا گیا ہوں سارے عالم
کی طرف۔ اعمال اس امت کے کم ہیں اور نیکیاں زیادہ مثلاً ایک کرنے کا ارادہ کر لیجئے
ہنوز اُس کا صدور نہیں ہوا کہ ثواب لکھ لیا گیا اور اس نیکی کے کرنے پر یوں تو درگاہ عالی
سے جو ملجائے کم ہے مگر اقل قلیل درجہ یہ ہے کہ اُس نیکی کا ثواب تو ضرور ہی ملتا ہے۔
حالانکہ بدی کا ارادہ کیجئے اُس کا ارتکاب بھی واقع ہوجائے جب جاکر ایک بُرائی نامۂ
اعمال میں لکھی جاتی ہے۔ اور جہاں توبہ کرلی بس نامۂ اعمال سے خارج کردی جاتی ہے۔

اعجاز قرآن شریف

حضرت کے معجزات اصدق رسالت بیحد و
بے شمار ہیں۔ بعض تو ایسے ہیں کہ اُن کا
اثر تا قیام قیامت باقی رہے گا اگرچہ اور نبیوں کے معجزے اُنہیں کی حیات تک
اثر رکھتے تھے مثلاً حضرت عیسےٰ کو احیا موتی کا معجزہ دیا گیا تھا۔ حضرت کے معجزہ
کو دیکھئے مثلاً قرآن تبیاناً لکل شئ جس کی شان ہے ممکن نہیں کہ ایک حرف کا
تغیر و تبدل اس میں ہوسکے تمام فصحائے عرب نے اپنی عمریں اس میں کھودیں جلسہ
کے مشاعرہ کئے کہ کسی طرح سے ہوسکے اس میں نقص نکالیں مگر نہ نکال سکے۔ اور

کہنے لگے۔ ان ھذا الا قول البشر قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے علانیہ طور سے ک
وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوبسورۃ من مثلہ۔ فان لم تفعلو
ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔ اور اگر تم کو اس کلام میں
ہم نے اپنے بندے پر اُتارا ہے کچھ شک ہو تو ایک ہی سورۃ اس قسم کی بنا کر لاؤ اور اگر
لا سکے اور یقیناً نہ بنا سکو گے تو بس اُس آگ سے ڈرو جس کی ایندھن آدمی اور پتھر
قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ
ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا اگر تمام آدمی اور جن ایسا قرآن لانے پر اتفاق کریں تو
لا ئینگے ایسا قرآن اگرچہ ایک دُوسرے کی مددگاری کیوں نہ کرے۔ بس حیران ہو گئے
قرآن کی سی نہ بنا سکے دیکھئے ان آیتوں میں دعویٰ کے ساتھ کیسی زبردست تحدی
کی گئی (۱)، پھر اگر تم نہ لاؤ اور ہرگز نہ لا سکو گے (۲) نہ لاویں گے ایسا قرآن اگرچہ ایک
دُوسرے کا مددگار ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن مجید کا یہ دعویٰ ایسے وقت میں ہوا کہ اُس
وقت تمام عرب میں فصاحت وبلاغت کا گلی گلی چرچا تھا۔ بڑے بڑے فصیح اہل زبان
کاملین فن موجود تھے مگر اُن میں سے کوئی بھی تھوڑی سی بھی عبارت نہ لکھ سکا جب قرآن
کی سی آیت لکھنے میں مجبور ہوئے تو چاہا کہ معاذ اللہ قرآن میں کوئی نقص پیدا کریں حضرت
رسالت پناہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ قرآن کو کہتے ہیں کہ عرب کے محاورہ میں
اُترا ہے اس میں تین لفظ ھزوا۔ کبادا۔ عجاب عربی الفاظ نہیں ہیں حضور نے
فرمایا کہ اپنے میں سے کسی بوڑھے بادیہ نشین کو لاؤ بڑی تلاش سے ایک بوڑھا شخص
حاضر لایا گیا حضرت نے اُسے حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ جب وُہ بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کھڑا ہو
جب وُہ کھڑا ہوا پھر ارشاد فرمایا بیٹھ جا۔ غرض تین مرتبہ اُسے کھڑے ہونے اور بیٹھنے ک
حکم دیا وُہ جھنجھلا کر کہنے لگا اتتخذ نی ھزوا انا شیخ کبادات ھذا شی عجاب میں ایک
بوڑھا آدمی ہُوں تم مجھ سے ٹھٹھول کرتے ہو یہ کتنی اچنبے کی بات ہے بس سب کے سب
ایک دُوسرے کا منہ دیکھنے لگے +

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم

شق القمر۔ اسی طرح سے معجزہ شق القمر ہے۔ کہ کفاروں کے کہنے سے آپ نے انگشت مُبارک کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے حتےٰ کہ جبل حرا اُس کے درمیان میں آ گیا اور تمام خلائق عامہ نے دیکھا۔ یہ وُہ معجزہ ہے کہ اور کسی نبی کو نہیں دیا گیا اسی طرح سے جب آپ معراج میں تشریف لے گئے اور بعد واپسی کفاروں سے آپ نے معراج کا تذکرہ فرمایا بس تمسخر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ معاذ اللہ حضرت کو جنون ہو گیا ہے غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوالات شروع کر دیئے کہ اگر آپ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے تو بتلائیے کہ ہمارا قافلہ جو دمشق کو گیا ہوُا ہے کب تک لوٹیگا چونکہ آپ رات کو تشریف لے گئے تھے اور بلا وجہ دمشق کے حالات دریافت کرنے کا موقع نہ تھا حضرت کو فی الجملہ تامل ہوُا۔ حضرت جبرئیل آئے اور ایک نقشہ دمشق کا آپ کے سامنے رکھدیا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ دمشق کے درمیان کا حجاب اُٹھا دیا گیا بس بلا تامل جو جو نشانیاں دمشق کی وُہ پوچھتے گئے حضرت اُنکو بتاتے گئے ارشاد فرمایا کہ تمہارا قافلہ بُدھ کی شام کو آفتاب ڈوبتے ڈوبتے تم تک پہنچ جائے گا۔ میں نے قافلہ کے لوگوں پر سلام کیا تھا اور اُن میں سے بعضے کہتے بھی تھے کہ یہ آواز محمدؐ بن عبد اللہ کی سی آتی ہے۔ میں نے اُن کے چھاگل سے پانی پی کر کلی بھی کیا دستور کے موافق پانی کی اجازت شرطی نہیں اس لئے آپ نے اجازت نہیں مانگی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوُا کہ بدھ کے روز دوپہر ہی سے انتظار شروع ہوُا حتےٰ کہ آفتاب غروب ہو چلا اور کہیں گرد و غبار نہ معلوم ہوُا پس کفار آپس میں ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ آج محمدؐ کے رب نے محمدؐ کا ساتھ نہ دیا۔ حضرت نے دُعا فرمائی آفتاب کئی ساعت تک اپنے قیام سے جنبش نہ کر سکا یہاں تک کہ اُدھر آفتاب غروب ہوُا اور اِدھر گرد و غبار قافلہ کی معلوم ہوُئی بس سب کے سب خاموش ہو گئے

معجزہ حبس شمس۔ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی زانو پر آپ سر رکھ کر سو گئے آفتاب غروب ہو گیا۔ جب آپ بیدار ہوُئے حضرت علیؑ سے آپ نے پُوچھا کہ تم نے نماز عصر کی پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بس حضرت نے دُعا فرمائی کہ خداوندا

تیرے نبی کی اطاعت کی وجہ سے اس بندہ کی نماز نہیں ہوئی۔ آفتاب پھر نکل آیا اور کئی ساعت تک ٹھیرا رہا۔ حتےٰ کہ حضرت علیؓ نے نماز عصر کی ادا فرمائی ◆

معجزۂ آب ۔ حدیبیہ کے مقام میں لوگوں نے حضرت سے پیاس شکایت کی اور کہنے لگے کہ بجز اس چھاگل کے جو آپ کے پاس موجود ہے کہیں لشکر میں پانی نہیں ہے۔ جانور پیاس سے مر رہے ہیں حضرت نے اپنا دست مبارک اس میں ڈال دیا آپ کی انگلی مبارک سے ایک چشمہ پانی کا جاری ہو گیا حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم پندرہ سو آدمیوں نے خوب آسودہ ہو کر پانی پی لیا اپنے جانوروں کو بھی پلا لیا اور مشکیزے بھی بھر لئے ◆

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

معجزہ طعام ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق میں میں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ اگر کچھ طعام ہو تو لاؤ۔ اس لئے کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا کہ بسبب گرسنگی کے متغیر ہو رہا تھا۔ انہوں نے ڈھونڈھا تو گھر میں کل ساڑھے تین سیر جو نکلا اور ایک بکرا گھر میں موجود تھا میں نے ذبح کیا اور پھر حضرت سے عرض حال کی آپ ایک ہزار آدمی ساتھ لیکر آ گئے اور اپنا لعاب دہن مبارک اس میں چھوڑ دیا اور دعائے برکت فرمائی پس بخدا ان ہزار آدمیوں نے خوب آسودہ ہو کر کھا لیا اور کھانا تمام تنا ہی دیگ میں موجود رہ گیا ◆

معجزۂ شتر ۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شتر حضرت کے سامنے آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور اپنی آواز میں فریاد کرنے لگا۔ حضرت نے مالک شتر سے کہا کہ اسے میرے ہاتھ فروخت کر ڈالو یا اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ مجھ سے شکایت خوراک کی کرتا ہے ◆

معجزۂ حمار ۔ ابن عساکر سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہو گیا ایک حمار نے آنحضرت سے کلام کیا۔ آپ نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اس نے کہا یزید بن شہاب اور کہا کہ

مجھ سے پہلے اس نسل میں ساٹھ حمار پیدا ہوئے کہ اُن پر پیغمبروں کے کوئی دوسرا سوار نہیں ہوا میری یہ آرزو ہے کہ آپ مجھ کو اپنی غلامی میں لے لیجئے اس لئے کہ اب میری نسل میں کوئی باقی نہیں رہا اور نہ اب آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا ہے آپ نے اُس کا نام یعفور رکھا اور اُسے اپنی خدمت میں رکھا یعفور حضرت کے موافق حکم لوگوں کے گھر میں جا کر ان کو بلا لایا کرتا۔ جب حضور نے اس عالم سے انتقال فرمایا یعفور نے اپنے آپ کو کنوئیں میں گرا کر ہلاک کر ڈالا۔ ابن وہب سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز کبوتروں نے آپ پر سایہ کر لیا۔ آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی جب آپ غار میں تشریف لے گئے تھے تو کبوتروں نے وہاں گھونسلے بنائے اور انڈے دیئے اور مکڑی نے جال بُن دیا تھا مشہور ہے کہ کبوتر موجودہ حرم کبوتران غار کی نسل سے ہیں۔ اسی طرح سے نباتات بھی آپ کے مطیع اور فرمانبردار تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جب مجھ پر وحی آتی جدھر میرا گذر ہوتا ہر سنگ و شجر سے آواز السلام علیک یا رسول اللہ کی آئی۔

احیاء موتیٰ کے معجزہ میں بیہقی نے دلائل سے بیان کیا ہے کہ ... نے ایک شخص کو دعوت اسلام فرمائی اُس نے کہا میں ایمان نہ لاؤں گا جب تک نہ آپ میری لڑکی کو زندہ نہ کر دیجئے گا۔ حضرت اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اسکا نام پکارا اُس نے قبر سے جواب میں کہا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ تو دنیا میں پھر آنا پسند کرتی ہے اس نے کہا لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ میں نے عاقبت کو دُنیا سے اچھا پایا۔ اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو چکے ہیں تو چاہے تو میں تجھے بلا لوں۔ اُس نے جواب دیا کہ مجھے والدین کی کچھ حاجت باقی نہیں ہیں خدا کے برتر کو میں نے والدین سے بہت بہتر پایا۔ اسماء بنت ابی بکر کے پاس ایک جبہ تھا حضرت کا اُسے دھو کر پانی اُس کا مریضوں کو دیتیں تو وہ اچھے ہو جاتے اپنے

چند موئے مبارک حضور کے خالد بن الولید کے کلاہ میں لگے تھے اُن کی برکت سے کو ئی
ان کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا اور یہ ہمیشہ دشمنوں پر فتح پاتے رہے یہ چند صفات تھے جو
کے کہ بالاختصار بیان کئے گئے اور بہت سی فضیلتیں ہیں کہ قیامت کے روز حضرت سے ظہور میں آ
احوال قیامت۔ فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء اور مرسلین پر جنت کا جانا حرام
جب تک کہ میں اور میری اُمت کے لوگ داخل نہ ہولیں۔ فرماتے ہیں وَ اَنَا اوّل
من قرع باب الجنۃ سب سے پہلے دروازہ جنت کا جو کھٹکھٹائے گا میں
ہوں گا رضوان کہے گا بك امرت لا افتح لاحد قبلك مجھے آج بہشت کا
دروازہ کسی کے واسطے کھولنے کی اجازت نہیں ہے جب تک کہ محمد مصطفٰے صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نہ آلیں۔ قیامت کے روز رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام محمود میں
کرسی زرنگار پر جلوس فرما ہوں گے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ محمود مقام شفاعت ہے
عرش کے قریب ہے۔ بجز ہمارے حضرت کے کوئی وہاں نہیں کھڑا ہو سکتا
اس مقام کے لئے تمام انبیاء و مرسلین شروع سے رشک کرتے آئے ہیں۔ حق
تبارک وتعالے قیامت کے دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کلید جنت کی عطا
فرمائے گا اور لوائے حمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا کہ آدم اور اُن کے بعد کے جتنے نبی
ہیں سب نیچے اس لوا کے ہوں گے آپ حُلّہ سبز پہنے ہونگے اور شفاعت عظمے
آپ کے ہاتھ میں ہوگی۔ حضرت انس و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم و دیگر صحابہ سے
کتب ستہ میں مذکور ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا
سید ولد آدم وانا اکرم ولد آدم یوم القیمۃ آدم ومن دونہ تحت لوائے
میں سید اور سردار ہوں بنی آدم کا قیامت کے دن فرماتے ہیں کہ لوگ شفاعت کے
لئے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جاوینگے کہ آپ پدر بزرگوار ہیں تمام خلائق کے
ہماری شفاعت کیجئے کہ آج ہمارا بُرا حال ہو رہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام
جواب میں فرمائیں گے کہ پروردگار عالم آج ایسا غضب وجلال میں ہے کہ کبھی ایسا
غضب میں نہیں آیا آج کے دن مجھے بجز اپنے نفس کے کسی دوسرے کی خبر نہیں ہے

اسی طرح سے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاویں گے اور ان سے بھی جواب پاکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاویں گے۔ آپ فرماتے ہوں گے کہ خداوندا آج تو جانے اور اسمٰعیل جانیں مجھے تو اپنے نفس کی پڑی ہوئی ہے۔ پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام سے بھی یہی جواب پاکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پاس جائینگے اور کہیں گے کہ آپ روح اللہ ہیں ہماری شفاعت کیجئے آپ فرمائیں گے کہ آج مجھے بجز اپنے نفس کے کسی دوسرے کی فکر نہیں جاؤ محمد علیہ السلام کے پاس کہ وہ شفاعت تمہاری کرینگے۔ پس یہ آئیں گے۔ حضرت کے پاس اور اپنا حال عرض کریں گے حضرت فرمائیں گے انا لھا بے شک میں شفاعت کے لئے ہوں آپ فرماتے ہیں کہ میں بہشت میں جاؤں گا۔ اور بعض روایت میں آیا ہے کہ زیر عرش اور سجدہ میں گر جاؤں گا اور ایسی دعا کروں گا کہ نہ کبھی میں نے کی ہو گی۔ نہ کسی دوسرے نبی نے کی ہو گی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ دعا حضرت کو حق سبحانہ تعالیٰ اسی وقت تلقین فرماویگا۔ پس حکم ہو گا یا محمد ادفع راسك اے محمد آپ سر سجدہ سے اٹھائیے ہم سے جو مانگنا ہو مانگئے۔ آپ سر مبارک سجدہ سے اٹھائیں گے اور امتی امتی فرمائیں گے ارشاد ہو گا کہ آپ کی امت میں سے جسکے دل میں ایک جو کے برابر بھی ایمان ہے ان کو ہم نے بخشدیا آپ لیجائیے انہیں جنت میں پھر آپ سجدہ میں گر پڑیں گے اور پہلی کی طرح دعا فرمائیں گے۔ بس ارشاد ہو گا کہ جس کے دل میں ایک دانہ خردل کے برابر بھی نیکی ہو میں نے ان کو بھی بخشدیا اسی طرح چار مرتبہ ایک او نے دانہ خردل کے برابر نیکی رکھنے والے کہاں رہ جائیں گے۔ چوتھی مرتبہ آپ عرض کرینگے کہ خداوندا جس نے ایک مرتبہ بھی لا الہ الا اللہ کہا ہو اسے بھی بخشد ارشاد ہو گا کہ جس نے ایک مرتبہ بھی لا الہ الا اللہ کہا ہو گا وہ ہمیشہ آگ میں نہ رکھا جائیگا۔ روایت میں آیا ہے کہ بعد ایک مدت مزید کے حق تعالیٰ جل وعلیٰ حضرت جبرئیل کو حکم دیگا کہ جاؤ اور دیکھو کہ دوزخیوں کا کیا حال ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئینگے اور معائنہ فرمائینگے دیکھینگے ایک قوم کو کہ پیشانیاں ان کی نہ جلی ہوں گی دل انکے نہ

سیاہ ہوئے ہوں گے زبانیں اُن کی نہ جلی ہونگی۔ حضرت جبرئیل پوچھینگے کہ آیا
کس اُمت میں سے ہو کہ تمہاری نشانیاں اور دوزخیوں سے علیحدہ ہیں وُہ کہینگے
کہ ہمیں نام تو اپنے نبیؐ کا یاد نہیں رہا البتہ یہ جانتے ہیں کہ اُس نبی کی اُمت میں۔
ہیں کہ جن پر قرآن نازل ہُوا تھا حضرت جبرئیل کہیں گے کہ تمہاری خرابی ہو
کیوں نہیں کہتے کہ اُمت محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں بس جس وقت یہ نام نا
اپنے آقا کا سُنیں گے چلّا اُٹھیں گے اور کہنا یا محمدا اور کہنا یا محمدا اخبر لیجئے
ہماری یارسُول اللہ کہ ہمیں دوزخ کی آگ نے ستیاناس کر ڈالا ہے۔ بس حضرت
جبرئیل وہاں سے واپس ہو کر حضرت کی خدمت میں آئینگے آپ حلہ سبز زیب تن کئے
تاج محمدی سر پر دھرے مقام محمود میں کرسی زرنگار پر رونق افروز ہوئیں گے جبو قت
جبرئیل جاکر عرض حال کریں گے اور آپ یہ صدا اپنے گداؤں کی سُن پائیں گے تا
محمدی سر سے پھینک کر سجدہ میں گر پڑینگے ایک مدت دراز تک گریہ وزاری
فرماتے ہوں گے کہ بس وہاں سے حکم ہوگا اچھا جائیے ہم نے ستر ہزار کی
بخشش فرمادی آپ بقیہ کے لئے عرض کرتے ہوں گے ارشاد ہوگا کہ ا
آپ ان کی سفارش نہ کیجئے یہ اس قابل نہیں کہ بخشے جائیں آپ فرمائینگے کہ اگر
ان کے اعمال ان کی شفاعت کے لئے کافی ہوتے تو یہ آج اس خرابی میں کیسے
پڑتے۔ بہا یہی عرض معروض ہوتا رہے گا آپ کہینگے کہ اگر یہ نہیں بخشے جاتے
میں سر سجدہ سے اُٹھانے کا نہیں۔ تب ستر ہزار اور پھر اسی طرح سے کئی
ستر ہزار کی شفاعت ہوگی۔ یہانتک کہ صرف وُہ لوگ باقی رہیں گے کہ جن کے
دل میں ایک دانہ برابر بھی نیکی نہ ہوگی آپ اُن کی بھی شفاعت فرمائینگے ادھر سے
اقرار اور اُدھر سے انکار ہوتا رہے گا۔ بس ایک مرتبہ آپ فرمائیں گے کہ اگر شفاعت
میری ان کے حق میں قبول نہیں ہوتی تو محمدؐ بھی انہیں کا ساتھ دے گا۔ بس
ایک بارگی دریائے رحمت موجزن ہوگا اور حکم ہوگا کہ یہ بات تو ہم نے فقط
آپ کے امتحان کے لئے کی تھی آپ کیوں آزردہ خاطر ہوتے ہیں جائیے ا

ایک ایک جہنمی کو کیا جو کفار جہنمی ہیں وہ بھی نکالے جائینگے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

جانے بہ تن امروز لیلاز وگر آمد — زاں مژدہ کہ گلزار نسیم سحر آمد
ہم فصل بہار آمد ہم نامیہ زد جوش — تا شاہد خاور بچمن جلوہ گر آمد
سبز است بجوں ریز خزاں باد بہاری — بالیدگی سبزہ برنگ شجر آمد
از بسکہ نمو کردہ ہمہ چیز درین فصل — جائے عرق از شیشہ گل تازہ بر آمد
شدت شہرت گل عام کہ از خلد برخاک — رضوان بہ تماشائے بہاراں زسر آمد
بہ نشست بہر در بگمان غلطے خلد — رضوان چو ز فردوس بریں ہا گذر آمد
بارے چہ نشاط است دریں گل کہ شاید — ہنگام موالید شہ بحر و بر آمد
یارب چہ طرب ہاست کہ ہر مرغ نواسنج — خوش زمزمہ سنج است کہ خیر البشر آمد
سلطان رسل مبدء کل احمد مرسل — نوریست ہمہ گرچہ بصورت بشر آمد

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلٰنَا اَحْمَدَ وَمُحَمَّدٍ عَبْدِہٖ وَرَسُوْلِہٖ

بیان میلاد شریف

حقیقت تو یہ ہے کہ سبب پیدائش مخلوقات وواسطہ صدور کائنات کا نور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جیسا کہ حدیث شریف میں واقع ہوا ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالےٰ نے پیدا کی وہ میرا نور تھا جب حضرت باری تعالیٰ کو اظہار ذات مستجمع الصفات وکمالات کا اُس وقت منظور ہوا کہ کان اللہ ولم یکن معہ شی اللہ تعالےٰ تھا اور اُس کے سوا کچھ نہ تھا اور ذات حضرت ایزدی نے چاہا کہ اپنی صفات وکمالات کے ساتھ پہچانی حدیث قدسی کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا تھا میں

ایک خزانہ پردہ پوشیدہ میں تو اپنے نور سے ایک حصّہ علیحدہ کر کے ارشاد فرمایا کُن
ہو جا تو محمدؐ کہ ابتدائے ساری خلق کی تجھ سے کروں گا اور انتہا سارے انبیاء کی تجھ پر ہو
وُہ نور پردہ حجاب تک بلند ہو کر سجدہ میں گر پڑا ہزار برس تک وُہ نور قدرت آلہی سے
عظمت آلہی کے مشاہدے اور تسبیح اور سجدہ میں مشغول رہا۔ ابن عباس رضی ا
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وُہ نور محمدی بارہ ہزار برس تک عالم تجرد میں مصروف بعـ
آلہی رہا پھر حق تعالےٰ نے اُس نور سے ایک گوہر پیدا کیا اور اپنی نظر جلال سے اُس
دیکھا وُہ جوہر نظر ہیبت آلہی سے پانی ہو کر ہزار برس تک بہتا رہا پھر اُسکے دس حصّے
کئے پہلے سے عرش دُوسرے سے قلم تیسرے سے لوح۔ چوتھے سے آفتاب پانچ
سے ماہتاب چھٹے سے بہشت ساتویں سے ایام آٹھویں سے فرشتے۔ نویں سے کرُ
اور دسویں سے نور محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا کیا۔ جب آپ کا نور پیدا ہوا اور اُس
انوار انبیاء علیہم السّلام ظاہر ہوئے اللہ تبارک و تعالےٰ نے آپ کے نور کو حکم دیا
انوار جمیع انبیاء اور مرسلین کی جانب نظر کرے اُس وقت اُس نور نے سب انوار کو چھپ
لیا تب انوار انبیاء نے عرض کیا کہ خداوندا یہ کس کا نور ہے کہ اُس نے ہمارے نور کو
چھپا لیا۔ ارشاد ہوُا کہ یہ نورِ محمدؐ بن عبد اللہ کا ہے اگر تم سب اس پر ایمان لاؤ تو میں
تمہیں خلعت نبوت سے سرفراز کروں۔ وُہ سب ایمان لائے اور رب العزت اس پر
گواہ ہوُا۔ جب قلم کو پیدا کیا ارشاد ہوُا اُکتُب یا قلمُ لکھ اے قلم۔ قلم نے عرض کہ
ما اکتب یا ربی کیا لکھوں میں پروردگار میرے۔ ارشاد ہوُا کہ لکھ تقادیر عامہ ا
آدم تا محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ من اطاع اللہ ادخلہ جنۃ ومن عصی اللہ ادخلہ
النار اُمت آدم کی جو مثلاً فرمانبرداری کرے گا اللہ تعالیٰ کی داخل کریگا اللہ تعالیٰ اُسکو
جنت میں اور جو نافرمانی کرے گا اُس کی داخل کرے گا اللہ تعالےٰ اُسے جہنم میں قلم نے
حضرت آدم علیہ السّلام کی اُمت تک یہی قاعدہ لکھا۔ جب نوبت ہم گنہگاروں کی پہنچی
قلم نے چاہا کہ ہماری شان میں بھی وہی لکھے کہ اُمت محمدؐ کی جو اطاعت کریگا اللہ کی
داخل کریگا اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں اس کے بعد لکھنا چاہا کہ جو نافرمانی کرے گا

اللہ کی داخل کرے گا اللہ تعالےٰ اسے جہنم ہیں ندا آئی تادب یا قلم تادب یا قلم ادب کرائے
قلم ادب کرائے قلم۔ اسے قلم کیا تو نہیں جانتا کہ یہ اُمت محمد رسول اللہ کی ہے۔ لکھ امۃ
مذ نبۃ ورب غفور۔ یہ اُمت گنہ گار ہے اور اُس کا بخشنے والا پروردگار ہے قلم
مارے خوف کے دریائے خجالت میں گر پڑا اور چند مدت تک گریہ وزاری کرتا رہا حتیٰ کہ
اُس کے جگر میں شگاف ہو گیا۔ پھر حکم ہوا کہ ساق عرش و ابواب بہشت پر لکھے۔
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر نور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا بعد میں وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کے تمام بدن
میں سرایت کر گیا۔ حق تعالےٰ نے اُس نور کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کو
تعلیم اسمار کی پڑھائی اور ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا۔ پھر حضرت حوّا کو پیدا فرمایا اور اُن کا
مہر حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دس مرتبہ درود شریف تعین
کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ نکاح کر دیا۔ جب ان سے لغزش اور یہ
زمین پر بھیجے گئے حضرت حوّا کے بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی توام پیدا
ہوئے۔ حتےٰ کہ شیث علیہ السلام کی نوبت آئی اللہ تبارک و تعالےٰ کو منظور نہ ہوا
کہ حضرت کا نور دو شخصوں میں مشترک رکھا جائے۔ آپ اکیلے پیدا کئے گئے حضرت
آدم علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی
کہ نہ رکھیں نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مگر اصلاب طیبہ و ارحام طاہرہ میں۔ پھر
شیث علیہ السلام سے حضرت انوش علیہ السلام پیدا ہوئے آپ نے حضرت انوش
کو وصیت فرمائی محوالہ بعض حضرت شیث علیہ السلام کی بی بی فرماتی ہیں کہ میں
ایک آواز سنتی تھی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے هنیئًا لك یا بیضے هنیئًا لك یا بیضی
خوشخبری ہو تم کو اے بیضے کہ نام تمہارا حضرت۔ کی ماؤں میں لکھا گیا۔ اسی طرح سے
آپ کا نور نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتا عبد المطلب آپ کے جدامجد تک پہنچا اور
حضرت فرماتے ہیں کہ میں ہر طبقہ کے نبیوں کے ساتھ ساتھ رہا۔ حتےٰ کہ حضرت
نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ بھی تھا

جب وہ آگے میں حجبونکے لئے عبدالمطلب کا نام عامر بھی تھا اور کنیت ابوالحارث
چونکہ ان کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا اور مطلب ان کے چچا نے ان کی پرورش
کی تھی اس لئے بدستور عرب ان کا نام عبدالمطلب ہوا جب مطلب نے وفات پا
اہل مکہ کی ریاست عبدالمطلب کو ملی تمام لوگ ان کی تعظیم و تکریم کرتے نور محمد صلے اللہ ع
وآلہ وسلم کا ان کی پیشانی پر تابان تھا جب مکہ میں قحط پڑتا تو ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ پا
برساتا۔ جب ابرہہ نجاشی والی حبش کی طرف سے ہدم بیت الحرام کے لئے آیا اور یہ خ
عبدالمطلب کو پہنچی انھوں نے اہل قریش سے کہا کہ تم خوف نہ کرو اس مکان کی
محافظت خود پروردگار کرلے گا ابرہا سے ہدم نہیں کرسکتا واللہ ما نوید ہدم ہذ
بیت اللہ فان لم یفعہ فہو بیتہ وان تخلی عنہ فما لنا نحن من دافع خدا کی قسم ہم
ایسا کا ارادہ نہیں رکھتے یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ پس اگر وہ (خدا) اس کو روکے تو یہ ا
کا گھر ہے۔ اور اگر وہ اس سے کچھ تعرض نہ کرے تو ہم اس کو دور نہیں کرسکتے۔ ابرہ
مقصود ابرہا کے سردار نے کچھ مویشیاں اور اونٹ جس میں دو یا چار سو اونٹ عبدالمط
کے بھی تھے پکڑ لیا۔ ابرہا نے ایک شخص کو اپنی قوم میں سے بھیجا کہ جا کر لشکر قریش
کو شکست دے۔ وہ شخص مکہ میں آیا عبدالمطلب کو دیکھ کر زمین پر بیہوش گر پڑا
اور اس کے منہ سے مثل بیل کے آواز آتی تھی ان کو سجدہ کیا اور کہا اشہد ان
یا سید قریش۔ یہ سب بطفیل اس نور ذات خدا کے تھا جس کا قصہ قرآن پاک
میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

عبدالمطلب نے قبل پیدا ہونے عبداللہ کے خواب میں دیکھا کہ ان کی پشت سے
ایک زنجیر نورانی نکلا اس کے چار طرف میں ایک طرف آسمان دراز ہوئی۔ ایک طرف
زمین اور ایک جانب مشرق اور ایک جانب مغرب ممتد ہوئی۔ پھر دیکھتے دیکھتے
وہ زنجیر ایک درخت سبز ہوگئی کہ اس میں سب قسم کے میوہ لگے ہیں اور اس کے

نیچے دو شخص ہیبت ناک کشیدہ قامت۔ خوبصورت۔ عالی منقبت کھڑے ہیں عبدالمطلب نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو ایک نے ان میں سے کہا کہ میں نوح نبی اللہ ہوں دوسرے نے کہا کہ میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں ہم آئے ہیں کہ اس درخت کے تلے جو تیری پشت سے نکلا ہے سایہ لیں عبدالمطلب گھبرا کر اٹھے اور کاہنوں کے پاس تعبیر کے لئے گئے جب ان سے خواب بیان کیا کاہنوں نے جواب دیا کہ اے عبدالمطلب یہ خواب تمہارے حق میں خوشخبری ہے نہ کہ ہمارے لئے اگر یہ خواب سچا ہے تو ایک شخص تمہاری پشت سے پیدا ہوگا کہ اہل مشارق اور مغارب کو دین خدا کی طرف بلائے گا۔ اور باعث رحمت ایک قوم اور خرابی دوسرے قوم کا ہوگا۔ بعد اس کے جب عبداللہ پیدا ہوئے عبدالمطلب نے جانا کہ وہ خواب سچا ہے۔ لیکن چونکہ پوتا حکم بیٹے کا رکھتا ہے ظہور اس خواب کا عبداللہ سے ہوا اور وہ نور عبدالمطلب سے منتقل ہو کر عبداللہ آپ کے پدر بزرگوار تک پہنچا۔ جس کی وجہ سے آوازہ حسن وجمال عبداللہ کا مشتہر ہوا۔ قریش کی عورتیں ان کے جمال کی عاشق اور وصال کی طالب ہوئیں۔ مگر حق تعالے ان کو پردہ عفت وعصمت میں محفوظ رکھتا تھا۔ اہل کتاب بوجہ دریافت علامات وجود پیغمبر آخر الزمان عبداللہ سے دشمنی رکھتے۔ ایک روز عبداللہ بغرض سیر وشکار باہر تشریف لے گئے۔ ایک جماعت کثیر اہل کتاب کی شمشیر برہنہ لئے شام کی طرف سے ان کے ہلاک کرنے کے ارادہ سے چلے۔ وہب بن مناف بھی اسی جگہ موجود تھے دیکھا کہ بہت سے سوار جو مشابہ اس عالم سے نہ تھے غائب سے ظاہر ہوئے اور اس گروہ کو عبداللہ سے علیحدہ کر دیا۔ وہب بن مناف نے یہ حال دیکھا اپنے گھر آکے اور بی بی سے سارا قصہ کہہ سنایا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آمنہ اپنی لڑکی کا عقد عبداللہ کے ساتھ کر دوں اور یہ خبر بوسیلہ اپنے احباب کے عبدالمطلب تک پہنچائی۔ چونکہ عبدالمطلب کو خود بھی تزویج عبداللہ کی منظور تھی عقد کر دیا۔ جب عبدالمطلب بموجب خواب سابق کے عبداللہ کو لے کر نکاح کے واسطے روانہ ہوئی راستہ میں ایک عورت کاہنہ سے ملاقات ہوئی کتب سماوی پڑھے

ہوئی تھی اُس نے جس وقت حسن وجمال عبداللہ پر نگاہ کی اور اُن کی پیشانی کو نور محمدی
سے مالامال پایا فریفتہ ہو گئی اور کہنے لگی اے جوان اگر تو مجھ سے قربت کرے تو تجھے
بہت سا مال دوں عبداللہ نے جواب دیا کہ حرام کاری سے مرنا بہتر ہے اور اگر طریقہ
حلال اختیار ہے تو اب تک میرے تیرے درمیان نکاح نہیں ہوا۔ عبداللہ کے
باپ اُن کو لیکر وہب کے پاس آئے اور آمنہ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا اُس وقت
حسب ونسب میں آمنہ افضل عورات قریش سے تھیں۔ عبداللہ آمنہ سے ہم بستر ہونے
کے بعد دوسرے روز اُس عورت کے پاس گئے اُس نے اُن سے کچھ التفات نہ کیا
عبداللہ نے کہا جو بات تو کل چاہتی تھی آج میں راضی ہوں کہ نکاح تیرے ساتھ کروں
وُہ کہنے لگی کہ میں نے نور محمدی کو تمہاری پیشانی میں کل چمکتا دیکھ کر چاہا تھا کہ جس طرح
ہوسکے اِس عزت سے مشرف ہوں لیکن منظور خدا نہ تھا اس لئے کہ آج اُس کی نشانی
تم میں پائی نہیں جاتی اب مجھ کو تم سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ جب عبداللہ کا گذر
بُت خانے کی طرف ہوتا تو بُتوں سے آواز آتی کہ اے عبداللہ یہ نور جو تیری پیشانی
پر چمکتا ہے ہمارے لئے خرابی لائے گا ہرگز ہمارے نزدیک مت ہو جیو ایک روز
عبداللہ عبدالمطلب سے کہنے لگے کہ جب میں بطحائے مکہ کی طرف جاتا ہوں ایک
نور عظیم الشان میری پیٹھ سے ظاہر ہو کر دو حصے ہو جاتا ہے نصف اس کا جانب
مشرق اور نصف اُس کا جانب مغرب منتقل ہوتا ہے اور بعد ازاں وہی نور بصورت
پارۂ ابر کے میرے سر پر سایہ رکھتا ہے پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دروازہ
آسمان کے کھل جاتے ہیں اور جب زمین پر بیٹھتا ہوں ندا آتی ہے کہ اے عبداللہ نور
محمدی تیری پشت سے جلوہ افروز ہے ہمارا سلام تجھ پر ہو جیو اور جس درخت کے
پاس جاتا ہوں فوراً سرسبز ہو کر مجھ پر سایہ کر لیتا ہے۔ لکھا ہے کہ نطفۂ زکیہ مصطفوی
صدف رحم آمنہ میں ایام حج اوسط ایام تشریق تو شب جمعہ بارھویں رجب المرجب
کو قرار پایا۔ اور اس لئے امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ شب جمعہ لیلۃ القدر سے
فاضل کہتے ہیں اُس روز جبرئیل امین آسمان سے تین علم سبز لائے ایک کو

خانہ کعبہ پر نصب کیا اور ایک کو جانب مشرق اور ایک کو جانب مغرب مراد اس سے
یہ ہے کہ دین آپ کا مشرق سے مغرب تک پھیلے گا اس رات کو ملائکہ آسمان ندا
کرتے تھے کہ عالم کو انوار اقدس سے منور کر دو یَا عَرْشُ تَلَبَّسْ بِالْاَنْوَارِ
یَا کُرْسِیُّ تَدَرَّعْ بِالْاِفْتِخَارِ اے عرش برقعہ پہن لے نور کا اور اے کرسی
چادر اوڑھلے فخر کی یَا سِدْرَۃَ الْمُنْتَہٰی تَبَلَّجِیْ وَ یَا حُوْرُ الْقُصُوْرِ اِشْرِفِیْ
اے سدرۃ المنتہیٰ روشن ہو جا اور اے حور و غرفوں میں آجاؤ کوٹھوں کی بلندی
پر بیٹھو، یَا مَلٰئِکَۃُ تَمَنْطَقُوْا وَبِالْعَرْشِ حُفُّوْا اے فرشتو کمر باندھو اور عرش کو آراستہ
کرو یَا رِضْوَانُ اِفْتَحْ اَبْوَابَ الْجِنَانِ وَ یَا مَالِکُ اَغْلِقْ اَبْوَابَ النِّیْرَانِ ہ
اے رضوان دروازے جنت کے کھول دے اور اے مالک دروازے جہنم کے
بند کرلے اور تمام عالم کو معطر کر دو اور جمیع طبقات آسمان و بقاع ارض میں بشارت
پہنچا دو کہ آج کی رات نور محمدی نے رحم آمنہ میں قرار پکڑا ہے ؛

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

لکھا ہے کہ اس رات کو تمام بت روئے زمین کے سرنگون ہو گئے شیاطین
کا آسمان پر جانا موقوف ہو گیا۔ سلاطین کے تخت اوندھے ہو گئے تمام سرائیں
روشن ہو گئیں۔ تمام مکان منور ہو گئے جانور بولنے لگے شیطان کا تخت الٹ گیا
اہل قریش میں قحط سخت پھیلا ہوا تھا خدائے تعالےٰ نے پانی برسایا اور سبزی پھیلی
تھی۔ نوشیروان کے چودہ۱۴ کنگورے گر پڑے آتش فارس کی کہ ہزار برس سے نہ بجھی
تھی بجھ گئی۔ دریائے ساوا خشک ہو گیا اور صحرا دریا ہو گیا قاضی قضاۃ شہر نے ایک
خواب دیکھا کہ شتران بند سرکش اسپان عربی کو کھینچتے ہیں۔ حتےٰ کہ دجلہ پر
گذر سے اور ادھر ادھر متفرق ہو گئے۔ تعبیر اس کی یہ نکلی کہ عرب میں ایک حادثہ
ہونے والا ہے کہ جس سے ملک عجم مغلوب ہوگا۔ نوشیروان نے تحقیق حال
کے لئے کاہنوں کے پاس آدمی بھیجے۔ اس زمانہ میں سطیح نامی ایک کاہن عظم

کدنت میں بے مثل تھا وہ اُٹھ بیٹھ نہ سکتا تھا۔ اس لئے کہ اس کے اعضائے جسم میں کوئی ہڈی نہ تھی جب کہیں اُس کو لیجانا ہوتا کپڑے سے باندھ کر مشک کی طرح اُٹھا لے جاتے۔ نوشیروان کا آدمی جب گیا سطیح نے کہا کہ وُہ وقت قریب ہے کہ قرآن کی تلاوت شروع ہو اور محمد رسول اللہ ظاہر ہوں۔ دریائے ساوہ رواں ہو وُہی وقت میری ہلاکت کا ہے۔ بس یہ کہہ کر فوراً مر گیا۔ آمنہ کہتی ہیں کہ آغاز حمل سے چھٹے مہینے تک کوئی علامت علامات حمل سے مجھ پر ظاہر نہ ہوئی اور ایک آنے والا آیا کہ اس وقت میں کچھ سوتی اور کچھ جاگتی تھی اُس نے کہا کہ تجھ کو کچھ خبر ہے کہ تو حاملہ ہوئی سید الاولین و آخرین سے پھر مہلت دی مجکو جتنے کہ زمان ولادت قریب آیا تب کہا اُس مردِ غیبی نے کہ اے آمنہ کہہ تو اعیذہ بالواحد الصمد من شرِّ کُلِّ حاسِدٍ یعنے پناہ پکڑتی ہوں اور سونپتی ہوں اُس کو اللہ واحد کو ہر حاسد کے شر سے۔ ابو نعیم نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ منجملہ دلالت حمل سے ایک یہ ہے کہ تمام چار پائے قریش کے اُس رات بولنے لگے اور کہتے تھے کہ بخدائے کعبہ آمنہ حاملہ ہوئیں پیغمبر آخر الزمان سے کہ امام تمام دُنیا کا ہے اور آپکے تولد کی بشارت وحوش مشرق نے وحوش مغرب کو پہنچائی تو اشت الاطیاد فرحًا بمولد النبی المختار چڑیاں چہچہاتی ہیں نبی مختار کی پیدائش کی خوشی میں بعد چھ مہینے کے ایک مردِ غیبی نے آمنہ سے کہا کہ اے آمنہ تو حاملہ ہوئی بہترین خلائق سے جب وُہ ظہور فرمائے اُس کا نام محمد رکھنا اور اُس کی شان کو چھپانا۔ جب آمنہ کو درد زِہ ہوا آپ مخوف تھیں کہ ایک طائر سفید رنگ کو دیکھا کہ اُس نے اپنے آپ کو آمنہ تک پہنچایا اُس وقت خوف اُن کا جاتا رہا اور ایک پیالہ شربت کا ان کو پیش کیا اور آمنہ سے کہا کہ اس کو پی۔ آمنہ نے اُسکو پیا اس سے عجیب و غریب نور ظہور میں آیا۔ پھر عورتیں بالا قامت مانند کھجور کے پیدا ہوئیں اور گھیر لیا۔ آمنہ نے کہا تم نے مجھ کو کہاں سے جانا۔ ایک نے کہا کہ میں آسیہ بی بی فرعون کی ہوں۔ دوسری نے کہا کہ میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ سب حور العین ہیں

جب شدت درد کی طاری ہوئی اُس وقت بسبب نہ ہونے کسی مونس کے کہنے
لگیں کہ کاش ہوتیں بیٹیاں عبد مناف کی۔ پھر آمنہ فرماتی ہیں کہ میرا یہ کلام تمام
نہ ہوا تھا کہ تمام عورتوں سے، گھر میرا بھر گیا کہ اس اثناء میں ایک طائر عظیم داخل ہو کر
جوان پاکیزہ ہو گیا اور اُس کے ہاتھ میں ایک پیالہ شراب سفید کا شہد سے زیادہ
شیریں تھا مجکو دیا اور کہا کہ اس کو پی۔ میں نے پیا پھر کہا سیر ہو کر پی میں نے پھر کر
پیا اُس وقت اپنا ہاتھ میرے شکم پر پھیر کر کہا۔ اظہر یا سید المرسلین اظہر یا
خاتم النبیین اظہر یا رحمۃ للعالمین اظہر یا نبی اللہ اظہر یا رسول اللہ
اظہر یا خیر خلق اللہ اظہر یا نور من نور اللہ اظہر یا محمد بن عبد اللہ فظہر
صلے اللہ علیہ وسلم کالبدر المنیر۔ بسم اللہ جس وقت نام اپنے حبیب کا
سُنا دو شنبہ[1] کے دن بارھویں[2] تاریخ ربیع الاول[3] کے مہینے میں صبح صادق کے
وقت حضرت سید جزو کل احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے با ہزار
جاہ وجلال اپنے جمال جہان آرا سے تمام عالم کو منور فرمایا۔ الصلوٰۃ والسلام
علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الصلوٰۃ
والسلام علیک یا نبی اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا احمد مجتبیٰ الصلوٰۃ
والسلام علیک یا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللھم صل علی
سیدنا محمد وعلےٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔

---

[1] جمعہ کا دن چونکہ مسلمانوں کے یہاں افضل ہے۔ سنیچر کا یہودیوں کے یہاں اور اتوار کو نصاریٰ کے
یہاں وعلیٰ ہذا اس لئے پیدائش کا یوم دو شنبہ مناسب تھا تا کہ مخالفین کو کٹ حجتی کا موقع نہ ملے ۱۲
[2] تو ہلالی تھے اور نہ ماہ کامل کے بلکہ اوسط ۱۲
[3] ربیع الاول موسم بہار کا ہے کہ تمام روئے زمین پر سرسبزی پھیل جایا کرتی ہے اور زراعت کی
کاشت بھی شروع ہو جاتی ہے اسی طرح سے حضور کی پیدائش سے کفر کی ظلمت کہ عالم کو گھیرے
ہوئے تھی مٹ گئی اسلام کا نور چمکا اور اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں ۱۲

ولد الحبیب و مثلہ لا یولد	ولد الحبیب و خدہ یتورد
ولد الحبیب مکحلا و مطیبا	والنور من وجناتہ یتوقد
ولد الذی لولاہ ما ذکر التقا	کلا و لا ذکر الحمی و المعہد
ھذا الذی لولاہ ما ظہر القبا	کلا و لا کان المحصب تقصد
ھذا الذی جاءت الیہ غزالۃ	والجذع حقا قال انت محمد
ھذا امام المرسلین حقیقۃ	ھذا ختام الانبیاء و سید
ان کان یوسف قد افاق جمالہ	واللہ ذا المحبوب منہ ازید
جبرئیل و نادا فی مستقفہ حسنہ	ھذا ملیح الکون ھذا احمد
یا عاشقین تولہوا فی حبہ	ھذا ھو الحسن الجمیل المفرد
و یقول یا عشاق ھذا المصطفی	و یقول یا مشتاق ھذا احمد
لم یات فی اولاد آدم مثلہ	فی ما مضی ھذا حدیث مسند
قالت ملئکۃ السما باسرھم	ولد الحبیب و مثلہ لا یولد
صلوا علیہ بکرۃ و عشیۃ	الف الصلوٰۃ مع السلام و زید

یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک

اشرق البدر علینا	واختفت منہ البدور
مثل حسنک ما رأینا	قط یا وجہ السرور
انت شمس انت بدر	انت نور فوق نور
انت اکسیر و غالی	انت مصباح الصدور
یا حبیبی یا محمد	یا عروس الخافقین
من یوشی و حبک یسعد	یا کریم الوالدین
حوضک الصافی المبرد	وردنا یوم النشور
ما رأینا العیس حنت	بالسری الا الیک

والغمامه لك اظلت	والملاء صلے علیک
واتاك العود لیبکی	وتذلل بین یدیک
والستجارت یاحبیبی	عندك الظبی النفور
عندما شد الحامل	وتنادوا للرحیل
جیتهم والدمع سائل	قلت قف لی یا دلیل
اشا احمل له الرسائل	حشوها الشوق الجزیل
نحو ها تیك المنازل	بالعشایا والبکور
وصلوة الله علے احمد	عندة احرف السطور
احمد الهادی محمد	صاحب الوجه النوری

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اے چو محبت محمد داری	میدان کہ سعادت موبد داری
از آتش دوزخت گذشتن چہ غم است	چوں مہر محمد تو باخود داری

آمنہ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ وقت وضع حمل کے ایک آواز عظیم الشان میں نے سُنی جس کی وجہ سے مجھ پر خوف نازل ہُوا اور تشنگی مجھ پر غالب ہوئی ایک پیالہ شربت غیب سے نمودار ہوا میں نے پیا پھر ایسا نور مجھ سے ظاہر ہوا کہ اُس سے نورانی ہو گیا حتیٰ کہ بعض بلاد شام و روم کے مجھے نظر آئے اور ایک چادر طولانی سفید آسمان سے زمین تک نظر آئی منادی ندا کرتا تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چشم خلائق سے نگاہ رکھیو یکبارگی ایک ابر نمودار ہوا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر غائب ہو گیا آواز آتی تھی کہ آپ کو تمام مشارق و مغارب عالم کی سیر کراؤ اور بقاع متبرکہ تک لے جاؤ تمام جن و انس بہائم و وحوش کو آپ کا

جمال جہاں آرا دکھاؤ تاکہ سب پہچانیں کہ جو کمالات اور انبیاء کو جدا جدا ملے تھے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں اکٹھا مجتمع کر دیئے گئے یعنی خلق آدم
علیہ السلام کا۔ معرفت شیث علیہ السلام و شجاعت نوح علیہ السلام و خلت ابراہیم
علیہ السلام و لسان اسمٰعیل علیہ السلام و رضا حق و فصاحت علیہ السلام و حکمت
لوط علیہ السلام و بشرے یعقوب علیہ السلام و شدت موسیٰ علیہ السلام و صبر ایوب
علیہ السلام و طاعت یونس علیہ السلام و جہاد علیہ السلام و صوت داؤد
علیہ السلام و حب دانیال علیہ السلام و وقار الیاس علیہ السلام و عصمت یحیےٰ
علیہ السلام و زہد عیسیٰ علیہ السلام کا اور غوطہ دو دریائے اخلاق پیغمبران میں
آمنہ فرماتی ہیں کہ جماعت کی جماعت مرغان خوش الحان کی نظر آئی گویا کہ آسمان
اور زمین کے درمیان معلق کھڑے ہیں گلاب پاش اور صراحیاں ہاتھ میں لئے ہوئے
تین علم سبز ایک جانب مشرق دوسرا جانب مغرب اور تیسرا خانہ کعبہ پر منصوب
دکھائی دیا۔ آپ پیدا ہوتے ہی سجدہ حق ادا کیا کہتی ہیں کہ رُوئے مبارک ماہ چہاردہم
سے زیادہ منور تھا اور خوشبوئے مشک آپ سے آتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ
ایک شخص کے ہاتھ میں صراحی نقری اور دُوسرے کے ہاتھ میں طشت زمرد
سبز کا اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید کا تھا ایک انگوٹھی ایسی نکالی کہ جس پر
نظر حیران ہو جائے اور آپ کو سات مرتبہ نہلا کر آپ کے کتف مبارک کے
درمیان مہر نبوت کی جس میں لکھا ہوا تھا اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ توجہ
حیث کنت فانک منصود اور آپ کو جامۂ حریر پہنایا اور چشم نرگسین کو بوسہ
دیکر مجھے سپرد کیا۔ لکھتے ہیں کہ عبدالمطلب شب ولادت میں نزدیک خانہ کعبہ شریف
کے تھے قریب نصف شب کے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف مائل ہوا اور سجدہ میں
گرا اُس سے آواز تکبیر کی آتی تھی اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد مصطفےٰ الآن
قد طہرنی ربی من نجاس الاصنام و ارجاس المشرکین اور ندا آتی تھی
کہ قسم ہے خدا ئے کعبہ کی جس نے کعبہ کو شرف بخشا کعبہ کو اُس کا قبلہ بنایا مسکن

مُبارک اُن کا ہوگا تمامی بُت خانہ کعبہ میں تھے پارہ پارہ ہو گئے۔ ہبل نامی بُت زمین پر سرنگون ہو کر گر پڑا آواز آتی تھی کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہُوئے سحاب رحمت اُن سے ظاہر ہُوا آپ ختنہ کیئے اور ناف بریدہ پیدا ہُوئے۔ اہل قریش کا ایک بُت تھا کہ اُس کو سجدہ کرتے تھے اپنے کو اُس کا عبد کہتے تھے اسکے گرد اعتکاف کرتے ایک رات کو دیکھا کہ بُتوں کا سردار منہ کے بل گر پڑا ہے اُس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا پھر گر پڑا اسی طرح سے تین مرتبہ اُٹھا کر رکھا تینوں مرتبہ گر پڑا سب کے سب غمگین اور ملول ہو گئے پھر اُسے مضبُوط باندھ کر رکھا۔ ایک آواز اس سے آتی تھی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ نظم

تردی مولود اضاءت بنورہ ۔۔۔ جمیع فجاج الارض بالشرق والمغرب
وخرت لہ الاوثان طرا وارعدت ۔۔۔ قلوب ملوک الارض جمعا من الرعب

اور یہ واقعہ عین شب ولادت کو ہُوا۔

شب میلاد محمدؐ چہ شبے روشن بود ۔۔۔ کہ در مکہ وتا شام منور گردید
مکہ وشام چہ مشرق وچہ مغرب نورش ۔۔۔ ہمہ را گشت محیط وہمہ چادر گردید
ہمہ آفاق ز انوار منور گشتہ ۔۔۔ ہمہ اکناف ز اخلاق معطر گردید
چوں گنجینۂ عطا بدوش کوثر شد ۔۔۔ دشمنش سوختہ داغ ہُوا بتر گردید
عاقبت بر فلک عزت وعلا جا دارد ۔۔۔ ہر کہ از صدق ویقین خاک درش گردید
ہرگز از ہیچ سموم اثر نپذیرد خشکی ۔۔۔ [illegible]

للہ الحمد کہ اندر دنیا ودیں حقے را
ہمہ از دولت آں شاہ میسر گردید

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

بیان رضاعت شریف

سب سے پہلے جس نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دودھ پلایا وہ ثوبیہ کنیز ابولہب کی تھی جس نے کہ بشارت ولادت حضرت کو ابولہب کو پہنچائی تھی۔ ابولہب نے اس خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کردیا تھا حق تعالٰے نے اس صلہ میں کہ ابولہب نے حضرت کی ولادت میں اظہار خوشی کی تھی اُس کے عذاب میں تخفیف فرمائی اور دوشنبہ کے دن کا عذاب کہ ولادت حبیب کریم کا دن ہے ابو لہب سے اُٹھا لیا فرمایئے وہ حضرات کہ جو اہل میلاد پر کفر اور بدعت کا فتوے جاری کر رہے ہیں وہ اس کا کیا جواب دیں گے ابولہب کافر محض جس کی مذمت اللہ پاک نے قرآن شریف میں ارشاد فرمائی ہے تبت یدا ابی لھب اُس کو تو بسبب مسرت میلاد حضرت عذاب سے نجات دی جائے اور ہم کمینوں کو جنہیں کہ جھوٹ یا سچ اُس درگاہ عالی کی غلامی کا بھی تمغہ ملا ہُوا ہے جن کو صحیح یا غلط ایک لگاؤ بھی اُس جناب کی طرف ہے بُرے ہیں یا بھلے لیکن کہلائے تو اُن کے جاتے ہیں۔ اگر ہم اُس آقائے نامدار سید المرسلین حبیب رب العالمین کے مولود شریف میں اظہار مسرت کریں تو شرک یا بدعتی کہلائے جائیں۔ خیر ہم کو تو اُن سے مطلب نہیں جن کے دل حضرت کی محبت سے تھی ہیں۔ غرض تو اُن سے ہے جو اُس جناب کے دالہ و شیدا ہیں جو اُس جناب کی یاد عین یاد الٰہی اُن کا ذکر ذکر خدا جانتے ہیں آپ کی ذات اقدس کو خدا جانے کیا مانتے ہیں اُن سے پوچھئے کہ حضرت کا وجود باجود ان کے لئے اجل نعمائے باری ہے۔ اُس نعمت کی یادگار زِ علامت رضائے الٰہی و خوشنودی باری ہے جو حضرت کی محبت کی چوٹ کھائے ہوئے ہیں اُن کے لئے تو محفل میلاد ایک بہانہ ہے۔ مقصود اُس سے محبوب خدا کی یاد ہے۔ شعر

دید لیلی کے لئے دیدۂ مجنوں ہے ضرور ۔۔۔ مری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشا تیرا

غرض ثویبہ کے اسلام میں اختلاف محدثین ہے بعضے صحابیات سے کہتے ہیں
کتب سیر میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بسبب دایہ ہونے کے
ساتھ بخشش فرماتے اور مدینہ مطہرہ سے اُس کے لئے کپڑا اور انعام بھیجتے ثویبہ کی
وفات بعد واقعہ خیبر کے ہوئی ہے۔ جب آپ بعد غزوہ فتح مکہ تشریف لائے
آپ نے استفسار فرمایا کہ ثویبہ کے عزیزوں میں کوئی باقی ہے یا نہیں معلوم
ہوا کہ کوئی نہیں رہا۔ آپ کے عم بزرگوار حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھی ثویبہ
نے دُودھ پلایا ہے۔ حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے رضاعی بھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات روز اپنی والدہ آمنہ کا دُودھ پیا ہے
اور چند روز ثویبہ کا۔ لیکن زیادہ تر سعادت رضاع سیّدُ المرسلین صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے حلیمہ سعدیہ ہی ممتاز ہوئی ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں فصیح تر
عرب سے ہوں کہ قریش ہوں اور میں نے دُودھ پیا ہے بنی سعد بن بکر کا مواہب
لدنیہ میں لکھا ہے حلیمہ کہتی ہیں کہ میں مکہ میں آئی زمرہ بنی سعد بن بکر سے کہ رضاعت
اطفال کی کرتے تھے اُس سال قحط عظیم تھا کہ ایک قطرہ بھی پانی زمین پر گرا نہ تھا۔ میرے
پاس ایک مادہ خر تھی کہ طاقت رفتار کی اُسے نہ تھی اور ایک مادہ شتر کہ ایک
قطرہ دُودھ کا نہ دیتی تھی میرے ساتھ میرا فرزند اور میرا شوہر تھا گرسنگی سے
میری یہ حالت تھی کہ نیند دن اور رات حرام تھی۔ جب ہم مکہ میں پہنچے اور عورتوں
نے ایک ایک بچے کو رضاعت کے لئے لے لیا بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے کہ آپ یتیم تھے اور بخیال یتیمی کے اکرام اور اعزاز نہ ہو سکتا تھا آپ کو چھوڑ دیا
حتےٰ کہ کوئی عورت بجز میرے باقی نہ رہی میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ بخدا مجھے
خوش نہیں آتا کہ میں مکہ سے بغیر کسی لڑکے کے لوٹ جاؤں میں جاتی ہوں اور اس
یتیم کو لے آتی ہوں۔ پس میں گئی اور میں نے دیکھا کہ آپ صوف سفید اوڑھے
پیٹھ کے بل لیٹے ہیں اور آواز غطیط کی گلوئے مبارک سے آرہی ہے۔ آپکے
نیچے حریر سبز بچھا ہے اور بُوئے مشک آرہی ہے میں نے نہ چاہا کہ آپ کو جگاؤں

آپ کے حسن وجمال شریف کی عاشق وشیدا ہو گئی۔ میں آپ کے نزدیک گئی اور اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا آپ نے تبسم فرمایا میری طرف دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک نور چشم مبارک سے نکلکر آسمان کی طرف مائل ہوا۔ میں نے دونوں چشم کے درمیان بوسہ اور اپنی گود میں لے لیا آپ نے پستان راست کا دودھ پیا جب میں نے پستان چپ کی طرف توجہ دلائی آپ ادھر متوجہ نہ ہوئے اور ہمیشہ یہ قاعدہ جاری رکھا گویا کہ الہام غیبی واسطے عدالت وانصاف کے ہوا کہ ایک پستان کا دودھ اپنے رضاعی بھائی یعنی میرے فرزند کو چھوڑ دیں جب میں آپ کو اپنی جائے قیام پر لائی میرا شوہر آپ پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور سجدہ میں گر پڑا دیکھا میں نے کہ پستان مادہ شتر کی دودھ سے پُر ہے میں نے دوہا اور آسودہ ہو کر پیا اور وہاں سے رخصت ہو کر دراز گوش پر سوار ہوئی وہ تیز رفتاری سے چلنے لگی۔ لوگ تعجب کرتے تھے حلیمہ کہتی ہیں کہ سنا میں نے دراز گوش کہتی تھی کہ واللہ خدا نے مجھے شان عظیم بخشا کہ میں مُردہ تھی زندہ ہو گئی میں دُبلی تھی مجھے فربہ فرمایا۔ اے زنانِ بنی سعد مجھے تعجب آتا ہے کہ تم نہیں جانتیں کہ میری پُشت پر سید المرسلین وخیر الاولین والآخرین وحبیب رب العالمین سوار ہیں۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ داہنے اور بائیں سے میرے آواز آتی تھی کہ اے حلیمہ غنی بزرگ تر ہیں تو ہوئی زنان بنی سعد سے اور جمیع گوسفندان نے میرے مجھ سے آکر کہا اے حلیمہ جانتی ہے تو کہ تسبیح تیرا محمد رسول پروردگار آسمان وزمین کا ہے اور بہتر ہیں فرزند آدم علیہ السلام سے ہے جس منزل پر میں اُترتی وہاں سبزہ ہو جاتا اور عجائب غیب خیرات وبرکات ظہور میں آتے۔ جب نوبت سخن کی آئی میں نے سُنا کہ آپ کہتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا اور رات کو آپ فرماتے لا الہ الا اللہ قدوساً نامت العیون والرحمن لا تاخذہ سنۃ ولا نوم مہد میں آپ قمر سے باتیں کرتے تھے اور قمر آپ کے اشارہ کے بموجب ادھر اُدھر جھکا کرتا تھا ملائکہ گہوارہ کرتے تھے۔ کہتی ہیں کہ آپ نے

کبھی اپنے جامہ میں بول اور براز نہیں فرمایا میں جب چاہتی کہ لب مبارک شیر سے
صاف کروں غیب سے صاف ہو جایا کرتا۔ ستر مبارک جب کبھی کھل جاتا آپ
فریاد کرتے۔ اگر مجھے دیر ہو جاتی آپ سے آپ پردہ ہو جاتا۔ لڑکوں کو بازی کرنے
سے منع فرماتے۔ ایک دن میں آپ ایسا بڑھتے جیسا کہ اور لڑکے ایک مہینہ میں
ایسا جیسا کہ اور ایک سال میں ہر روز ایک نور مثل آفتاب کے روئے مبارک پر
سایہ کرتا اور دو مرغ سفید۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ دو مرد سفید جامہ آپ
کے پاس آیا کرتے اور پھر غائب ہو جاتے۔ آپ کبھی گریہ نہ فرماتے جس چیز پر
ہاتھ رکھتے بسم اللہ کہتے۔ ایک مرتبہ میرے فرزند کے ساتھ آپ باہر تشریف
لے گئے تھے۔ جب میں نے تلاش کی اور لڑکے کو ڈانٹنے لگی کہ ہوائے گرم میں
آپ کو کہاں لے گیا تھا۔ اس نے کہا میں نے دیکھا کہ ایک ابر سیاہ آپ کے سر
پر سایہ کئے ہوئے ہے آپ کو مطلق دھوپ کی اذیت نہیں پہنچی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بیان شق صدر شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قصۂ شق صدر شریف کا اسی زمانہ میں یوں واقع ہوا ہے کہ ایک روز حضرت
حلیمہ سے فرمانے لگے کہ مجکو بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ چراگاہ میں جانے دیجئے
تاکہ سیر کروں اور بکریاں[1] چراؤں حلیمہ نے آپ کے شانہ کیا سرمہ لگایا اور
کپڑے پہنا کر روانہ کیا آپ اپنے رضاعی بھائی کے ہمراہ باہر تشریف لے گئے
اور بکریاں چرانے لگے جیسا کہ پچھلے انبیاء اور مرسلین بھی کرتے آئے ہیں۔

[1] چونکہ اکثر انبیائے مرسلین نے بکریاں چرائی ہیں۔ اس لئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
بھی اسی طرف رغبت ہوئی ۱۲

حتیٰ کہ دوپہر ہو گئی اور حلیمہ کا فرزند روتا ہوا ماں کے پاس آیا کہ اے حلیمہ ہم محمدؐ کے ساتھ
کھڑے تھے کہ یکبارگی ایک مرد اُن کی طرف آیا اور ہم میں سے علیحدہ کر کے پہاڑ
پر لے گیا۔ آپ کے شکم مبارک کو شگاف کیا ہے آگئے ہیں نہیں جانتا کہ کیا معاملہ ہوا
ہے۔ حلیمہ دوڑتی ہوئیں معہ اپنے شوہر کے آپ کے پاس گئیں دیکھا کہ پہاڑ پر تشریف
فرما ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا میں نے آپ کے
سر اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ کیا معاملہ واقع ہوا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ
دیکھا میں نے تین شخصوں کو کہ اُن کے ہاتھوں میں طشت طلائی برف سے پُر تھی اور
بعض روایت میں آیا ہے کہ ایک کے ہاتھ میں صراحی فضہ کی دوسرے کے ہاتھ میں
زمرد سبز کی اور مجھے لا کر زمین پر لٹا دیا۔ میرے سینہ کو ناف تک چاک کیا لیکن
اُس سے مجھے کچھ تکلیف نہ معلوم ہوئی پھر میرے سینہ کو آب راحت سے دھویا
اور اس میں سے ایک مضغہ سیاہ نکال کر باہر پھینکا اور اُس جگہ کو نور سے معمور
کر دیا۔ پھر میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا کہ شگاف سینہ بدستور التیام پذیر ہو گیا۔ حلیمہ سعدیہ
حضرت کو گھر میں لائیں ہر چند کہ مفارقت جناب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انکو
سخت ناگوار تھی لیکن مصلحت وقت آپ کو مکہ معظمہ میں عبدالمطلب کے پاس
پہنچا دیا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ جب حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بطحائے مکہ میں پہنچے حلیمہ سعدیہ اپنی سواری سے اُتر کر ایک
گوشہ میں واسطے بدلنے پوشاک کے مصروف ہوئیں اور بعد فراغت شاہ راہ پر
پہنچی دیکھا کہ حضرت وہاں پر نہ تھے اِدھر اُدھر پریشان ہر ایک سے پوچھتی تھی
ہر چند تلاش کیا پتہ نہ ملا یہانتک کہ خبر عبدالمطلب کو پہنچی عبدالمطلب اشراف
قریش اور اعیان بنی ہاشم کو لیکر تلاش کے لئے نکلے ایک درخت کے پاس
پہنچے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے۔ عبدالمطلب نے پوچھا
من انت یعنی آپ کس خاندان سے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بفصاحت
تمام ارشاد کیا۔ انا افصح العرب والعجم میلادی من قریش و نشات فی بنی

بسعد بن بکو انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب یعنی میں فصیح ترین مردم عرب وعجم ہوں تولد میرا قریش میں اور پرورش پائی میں نے قبیلہ بنی سعد بن بکر میں میں محمد بیٹا عبد اللہ بن عبد المطلب کا ہوں۔ عبد المطلب نے یہ سُنکر چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور آپ کو کنار عنایت میں لے کر چند ساعت میں اُس کیمیائے سعادت کو مکہ میں پہنچایا اور حلیمہ سعدیہ کو انواع و اقسام تحائف عطایا و ہدایا سے تقویت بخشی ؂

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اور جب عمر شریف آپ کی چھ برس کی ہوئی آمنہ آپ کو مدینہ منورہ میں لیگئیں اور ایک مہینہ وہاں قیام فرمایا۔ جب وہاں سے واپس ہوئیں راستہ میں وفات پائی۔ عبد المطلب آپ کے کفیل ہوئے اپنے تمام لڑکوں سے آپ کو زیادہ پیار کرتے بغیر حضرت کے کھانا نہ کھاتے۔ اہل قیافہ عبد المطلب سے کہنے لگے کہ اس لڑکے کی نگہبانی اچھی طرح سے کرو کہ کوئی عرب والوں سے اس کے مرتبہ کو نہ پہنچے گا۔ اُسی سال عبد المطلب یمن کی طرف معہ اشراف قریش کے گئے اہل یمن نے ان کو بشارت دی کہ پیغمبر آخر الزمان تمہاری نسل سے ہوگا۔ جب واپس آئے تو عبد المطلب نے دیکھا کہ قریش میں قحط کی سختی ہے۔ کوہ ابو قبیس پر حضرت کو اپنے دوش پر لیجا کر دعاء استسقاء کی آپ کی برکت سے باران عظیم بخشا اور جب عبد المطلب کی عمر ۱۱۰ برس کی ہوئی اور وفات کا وقت قریب آیا ابو طالب کو آپ کا متکفل کیا اور بعض روایتوں میں آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ابو طالب کو اپنی مرضی سے متکفل گردانا۔ ابو طالب حضرت کے نہایت درجہ محافظت کرتے۔ بغیر حضرت کے کھانا نہ کھاتے۔ آپ کو خود کپڑا پہنواتے۔ حضرت کی مدح میں ابو طالب نے بہت سے قصیدے کہے ہوئے ہیں۔

الم تر ان الله ارسل عبدہ	بایاتہ واللہ اعلیٰ وامجد
وشق لہ من اسمہ لیجلہ	فذو العرش محمود وھذا محمد

عہد کفالت ابوطالب میں بھی مکہ معظمہ میں قحط پڑا اہل قریش ابوطالب کے پاس بہائے دعائے استسقاء کی آئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانب آسمان اشارہ فرمایا اگرچہ اس وقت ابر بالکل نہ تھا لیکن اس قدر پانی برسا کہ ندی اور دریا جاری ہو گئے۔ بارھویں سال آپ نے طرف بصریٰ بلاد شام کے سفر فرمایا بحیرا راہب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفات وعلامات پیغمبر آخر الزمان سے کہ توریت وانجیل ودیگر کتب سماویہ میں دیکھا تھا۔ بحیرا زہد وتقویٰ میں معروف ومتاز تھا بصریٰ کے قریب ایک گاؤں میں اس کا صومعہ تھا کہ ایک مدت سے انتظار زیارت پیغمبر آخر الزمان میں بیٹھا تھا جب قافلہ اہل قریش کا اس راہ سے گذرتا اور اس جگہ نزول کرتا بحیرا تلاش میں آتا لیکن جب کوئی نشانی پیغمبر آخر الزمان سے نہ پاتا تا واپس جاتا۔ ایک دفعہ جب قافلہ قریش کا آیا بحیرا نے دیکھا کہ ایک ٹکڑا ابر کا ان پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور جب حضرت ابوطالب کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے وہ ابر درخت پر سایہ کئے رہا بحیرا یہ حال دیکھ کر متحیر ومتعجب ہوا۔ اہل قافلہ کی دعوت کی۔ ابوطالب حضرت کو اس درخت کے نیچے چھوڑ کر اس کے یہاں گئے۔ بحیرہ نے اس طرف نگاہ کی ہنوز وہ ابر وہاں سایہ کئے تھا پوچھا کہ تمہارے قافلہ سے کوئی شخص باقی تو نہیں رہا۔ عبدالمطلب نے حضرت کو بلایا وہ پارہ ابر آپ کے سر پر سایہ کئے آ رہا تھا بحیرہ نے ہر درختوں سے آواز السلام علیک یارسول اللہ کی سنی آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت کی جو کتب سماوی میں مذکور تھی دیکھی پس آپ پر ایمان لایا اسی سفر میں سات آدمی روم کے حضرت کے قتل کے لئے روانہ ہوئے بحیرا نے آپ کے پیغمبر آخر الزمان ہونے کی علامات ونشانیاں بیان کیں اور کہا کہ جو منظور خدا ہے تم اس میں کچھ رد وبدل نہیں کر سکتے۔ پھر بحیرا نے ابوطالب سے

وصیت کی کہ یہود اور نصاریٰ سے آپ کی حفاظت کریں اور شام کی طرف نہ
جائیں کہ یہود ان کے دشمن ہیں۔ پس ابو طالب مکہ کی طرف واپس آئے +

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اسی طرح سے روز بروز بلکہ ساعت بساعت آپ مراتب خسروانہ و شہنشاہانہ
میں ترقی فرماتے گئے اور حضرت سے سال بسال عجائب و غرائب معجزات ظہور
میں آتے رہے۔ پچیسویں برس حضرت خدیجۃ الکبریٰ شرف عقد سے مشرف ہوئیں
اکتالیسویں برس ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ دوشنبہ کے دن کو حضرت جبرئیل علیہ السلام
غار حرا میں وحی لائے اور بعد تبلیغ فرمان اقرا باسم ربک الذی خلق اُس
ذات بابرکات کو خلعت رسالت کا پہنایا عورتوں میں پہلے حضرت ام المومنین
خدیجۃ الکبریٰ اور شیوخ سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے
اور نو عمروں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ خادموں میں پہلے حضرت بلال رضی اللہ
تعالےٰ عنہ اور موالی سے پہلے حضرت زید بن حارث دولت ایمان سے مشرف
ہوئے۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین +

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

واقعہ معراج شریف

جناب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

تو لعرش اگر خرامی بادای دلستانی	ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی
آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدۂ	ہر چہ کسے ندید تو آں را بدیدۂ
کس راز انبیا نرسد کارزو کند	کانجا رسد کہ تو شب اسریٰ رسیدۂ
کیسی ارنی کہاں کے موسےٰ	خود دید کی اپنے آرزو کی
تھا پردۂ ظاہری جو منظور	آواز بدل کے گفتگو کی

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصے الذی بارکنا حولہ لنریہٗ من ایٰتنا والصلوٰۃ علی النبی الذی فاق علے الاٰفاق وعلی اسماء سماوارضاہ ربہ بقولہ ولسوف یعطیک ربک فترضے وعلے الہ وصحبہ ذوی ثنا وسناء وسنے۔

دنیا کے حیرت کدہ میں سب سے زیادہ تعجب انگیز محبت کا فسانہ ہے اس کارخانہ ہستی کیلئے سرمایہ وجود وہی محبت کی نمود ہے فاحببت ان عرف فخلقت الخلق جس کے لئے شاہد موجود ہے نہ محض قلمرو حدوث ہی تک اسکی فرمانروائی ہے بارگاہ عریض الجاہ قدم تک بھی اس کی رسائی دیکھیے حسن مطلق نے اپنے کمالات کا آئینہ جمال پاک محمدؐی کو بنایا اور اُس کے ساتھ محبت کا رنگ جمایا۔ گو جمال محمدؐی مظہر کمال ایزدی ہے اس کے ساتھ ان کی جانب سے الفت کا تعلق ہونا اپنے اپنے ہی جمال باکمال کا وابستہ محبت بننا ہے لیکن جو کچھ ہو درمیان میں ایک غیریت اعتباری کا پردہ ضرور ہے جب محبت کی ادائے دلفریب کا دکھانا منظور ہوا تھا۔ اور لوازم کا مہیا ہونا ضرور ہوا اس لئے کہ الشی اذا ثبت ثبت بلوازمہ عالم مجاز میں جب کسی کا کسی پر دل آتا ہے ابتدائً محبوب کے مائل کرنے کو

چھپ کر تاکہ اغیار پر راز محبت فاش نہ ہو درمیانی لوگوں کے ذریعہ سے باتیں ہوتیں
ہیں خفیہ قاصد بھیجے جاتے ہیں ناز و نیاز کے درمیان میں لاتے ہیں جب اُدھر سے
کچھ میلان ہوا خط کتابت کی ٹھیری۔ جب محبت کو اور ترقی ہوئی محب کوئی محبوب
تک راتوں کو جانے لگتے ہیں۔ جب اور مرتبہ بڑھا محبوب کو محب کے پاس آنے
اور کچھ نان و نمک تناول فرمانے کی تکلیف دی جاتی ہے۔ تنہائی اور خلوت خاص
میں باریابی کا اختصاص دیا جاتا ہے۔ جب اس میں اور ترقی ہُوئی محب محبوب کو
اپنے سارے کاروبار ریاست و مملکت کا مختار بنا دیتا ہے خواص و اراکین سلطنت
کو آگاہ کر دیتا ہے کہ یہی ہے وہ جس کے ہم چاہنے والے ہیں۔ پھر نہ پوچھئے کچھ اس قسم
کا اتحاد پیدا ہوتا ہے اور ایسی یگانگت ہو جاتی ہے کہ محبوب کا کام محب کا کام محبوب
کا نام محب کا نام سمجھا جاتا ہے یا کچھ ایسی محویت ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے
میں فرق نہیں رہتا یہاں بھی اُسی رسم کا برتاؤ کیا گیا۔ ابتدائً روح الامین جیسے
رازدار قاصد بنائے گئے اور محبوب کے پاس آنے لگے۔ کبھی ایسے آتے کہ خود بدولت
کے سوا کوئی نہ دیکھتا کبھی بھیس بدل کر انسانی صورت میں آتے۔ جب نامہ و پیغام
کی نوبت آئی خط و کتابت میں وہی انداز رکھا گیا جو دوستوں کے تحریر میں بے تکلفانہ
برتے جاتے ہیں۔ یعنی کسی تحریر میں تو کچھ ایسے اشارے کنائے ہوتے ہیں کہ اغیار
کے سمجھ میں نہ آئیں۔ یہاں بھی کسی تحریر کے اوّل میں ایسے ہی راز سربستہ رکھے گئے
ہیں کہ متکلم اور مخاطب کے سوا آج تک یقینی طور سے کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔
مثلاً الم۔ الرا۔ کھیعص وغیرہ کہیں القاب و آداب کا لحاظ ہوتا ہے۔
وُہ بھی یہاں موجود یا ایہا النبی۔ یا ایہا الرسول۔ یا ایہا المزمل کہیں یوں
ہی تحریر کرتے ہیں کہ ہذا کتاب من فلاں یہاں بھی وُہ طرز موجود تنزیل من
رب العالمین کہیں غایت بے تکلفی سے القاب و آداب کا بھی خیال نہیں
ہوتا سر سے مضمون نگاری شروع کر دی جاتی ہے مثلاً انا اعطینک الکوثر
الم نشرح لک صدرک باوجود بے تکلفی کے اس قدر لحاظ کہ محض نام کے

رسول اللہ ندا کیا تو لقب کے ساتھ پھر تحریریں وہی دوستانہ برتاؤ کہیں محبوب کی تعریف کہیں اُس کے دوستوں کی توصیف محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار کہیں شکوہ لطف آمیز عفا اللہ عنك لم اذنت لھم کہیں محبوب کی جان کی قسم کہیں کوئی محبوب کی سوگند غرض تحریرات احباب میں جس قدر بے تکلفانہ انداز برتے جاتے ہیں سب برتے گئے گو وُہ ذات بےچون وبیچگون آنے جانے سے منزہ نزول عروج جسمانی سے پاک مگر جیسے وُہ ذات بے کیف اُسکی صفات بھی بیچون بیچگون یہاں بھی کوئی محبوب تک توجہ فرمانے کی رسم ترک نہیں کی گئی عن ابی ھریرہ ینزل ربنا تبارك وتعالیٰ کل لیلۃ الی السمآء الدنیا حتی یبقی ثلث اللیل الحدیث متفق علیہ محبوب کا محب کے پاس جانا اور وہاں کچھ ماحضر تناول فرمانا اُس شان کی نمود بھی یہاں موجود آپ فرماتے ہیں۔ اتی ابیت عند ربی فیطعمنی ویسقینی اُس سے معاملہ جب زیادہ بڑھا تو یہ نوبت آج کہ معراج میں تمام کارخانہ ربوبیت مشاہدہ کرائے گئے خلوص بارگاہ یعنی فرشتگان مقربین کو آپ کی محبوبیت کی شان دکھائی گئی کنوز نہفتہ دکھائے گئے۔ رموز ناگفتہ سُنائے گئے پھر اتحاد کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ رؤف ورحیم جناب حق کے اسم تھے آپ بھی اُن سے مسمےٰ ہوئے۔ حضرت کا فعل فعلِ حق بنا۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی حضرت کا ہاتھ ید اللہ کہا گیا یہاں عبارت قاصر بیان عاجز بہرحال محبوبیت کی تکمیل پُورے طور سے کی گئی معراج کا قِصّہ فی الواقع حیرت انگیز واقعہ ہے۔ صاحب لولاک کا صفحہ خاک سے بالائے افلاک چشم زدن میں جانا اور رات کی بات میں واپس آنا اور نہ محض سرسری طور سے جانا بلکہ ملک وملکوت کے نشیب وفراز کے باریک باریک دقائق غیب شہادت کے پوشیدہ اور کھلے کھلے حقائق مشاہدہ فرمانا ساکنان ملاء اعلیٰ کو اپنی حقیقت جامعہ کا دکھانا اپنے حسن دلفریب کا مسبحان ملکوت کو شیفتہ بنانا کچھ حق کی سُنا کچھ اپنی

سُنا غور کیجئے تو کس قدر حیرت انگیز ہے یوں تو جتنے کمالات اور انبیاء میں ملیں کے
حضرت کی ذات عالی اُن سب کا سرچشمہ ہے مگر معراج کے واقعہ کو اور کمالات پر
بوجوہ فضیلت ہے۔ اولاً یہ فضیلت حضرت کی ذات عالی کے ساتھ مخصوص اور کسی
نبی کو میسّر نہیں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو معراج کوہ طور پر ہوئی مگر اس معراج اور اس
معراج میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ثانیاً عالم کی تین قسم ہیں غائب اور شہادت
اور مثال۔ معراج ہی وہ واقعہ ہے جس میں حضرت کو تینوں عالم کی سیر و سلوک جسمانی
چند ساعت میں حاصل ہوئی مکہ سے بیت المقدس تک جانا سیر عالم جسمانی انبیاء
مرسلین سے ملاقات ہونا آسمان دنیا پر اور ارواح خبیثہ اور طیبہ کا حضرت آدم
علیہ السّلام کے یساروں میں دیکھنا سیر عالم برزخ ملائکہ مقربین سے ملنا بہشت
و دوزخ دیکھنا سیر عالم غیب ثالثاً انسان عالم صغیر ہے جو کچھ سارے جہان
میں مفصلاً موجود اس میں مجملاً اکٹھا عالم کے سارے اصول اس میں موجود اس
لئے کہ عالم یا مجرد محض ہے یا مادی محض یا متوسط انسان میں یہ تینوں چیزیں
موجود روح عالم مجردیں سے ہے جسم مادیات میں سے نفس برزخ اس بنا پر
کمالات انسانی کی بھی تین قسمیں ہیں۔ جسمانی۔ روحانی۔ نفسانی۔ معراج ہی ایسا
واقعہ ہے جس میں ان تینوں کمالات کی تکمیل چشم زدن میں ہوگئی جسم پاک کا آسمان
پر جانا اور وہاں ایسے ایسے مقامات پر گذر کرنا جہاں فرشتوں کا گذر نہ ہو اور مدت
قلیل ایسی مسافت طویل کا طے کرنا۔ اس سے بڑھ کر جسمانی کمال اور کیا ہوگا سُبْحٰنَ
الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ عجائب و غرائب ملکوت کا مشاہدہ کرنا اُن تجلیات کا
دیکھنا جس کے دیکھنے سے بشر تو کیا فرشتوں کو بھی چکا چوند ہو منجملہ کمالات نفسانی
کے ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اُن علوم و حقائق کا جسکے محرمیت کی قابلیت
آپ کے سوا کسی میں نہ تھی رُوح پُر فتوح پر فیضان ہونا منجملہ کمالات رُوحانی کے
ہے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی رابعاً حضرات صوفیہ کرام کے یہاں سلوک
کی تین قسمیں ہیں سیر الی اللہ سیر فی اللہ سیر من اللہ معراج کی ہی رات کو آن کی

اُن میں یہ تینوں سیریں علی الوجہ الاکمل آپ پر ختم ہوئیں اور اسی کی طرف اشارہ کرنے کو قرآن پاک میں اِس قِصّہ کے بیان میں یہ عنوان اختیار کیا گیا کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ۔ تو غائب کا صیغہ پھر لنریہ میں متکلم کے طرف التفات اور پھر انہ ھو السمیع البصیر غیبت کے ساتھ تعبیر کی گئی۔ خامسًا وحی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کبھی خواب میں کبھی فرشتوں کے ذریعہ سے کبھی دل میں بطور القاکے کبھی خواب میں کبھی فرشتوں کے ذریعہ سے اس تیسری قسم کی تکمیل ہوئی۔ سادسًا حضرت کافہ خلائق کی طرف سے مبعوث ہوئے آپ کا فیض عالم مجرد اور عالم مادیات سب جگہ پہنچنا چاہیئے معراج ہی کی شب اس فیض رسانی کی تکمیل عالم ملکوت میں عمل میں آئی بہت سے فرشتے جو اپنے حدود معینہ سے تجاوز نہ کرسکتے جمال باکمال محمدی کے مشتاق تھے۔ اسی رات میں اُن کے دن پھرے۔ سابعًا معراج ہی ایسا واقعہ ہے جس کا فیض آج تک مسلمانوں کو پہنچتا ہے بلکہ قیامت تک پہنچتا رہیگا۔ یعنے یہ پنجگانہ نماز معراج ہی کا فیض ہے۔ ثامنًا اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے آپ کو تمام بنی آدمؑ پر دنیا و آخرت میں سرداری عنایت فرمائی حضرت آدم ہوں یا حضرت نوحؑ حضرت موسےٰ ہوں یا حضرت عیسےٰ جتنے انبیا ہوئے حضرتؐ سب کے سردار سارے انبیاء آپ کے نائب اور خلیفہ ہیں اللہ تعالےٰ نے آپ کی اس سیادت مطلقہ کو قرآن پاک میں جا بجا ظاہر فرمایا مثلاً وما ارسلناک الا کافۃ للناس وارسلناک للناس رسولا حضرت نے اس سیادت کو مختلف عنوان سے بیان فرمایا ارشاد ہوا انا سید ولد ادم ولا فخر انا سید الناس یوم القیامۃ بعثت الی الخلق کافۃ کنت نبیا وادم لمنجدل بین الروح والجسد لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی اور حضرت عیسےٰ کے نزول کے بارے میں فرماتے ہیں انہ یومئذ منا ادم ومن دونہ تحت لوائی غرض حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسےٰ تک جتنے بنی آدم گذرے کیا انبیاء اور کیا غیر انبیاء سب حضرت کی رسالت اور نبوت کے تحت میں داخل ایک زمانہ محدود تک تو وہ لوگ ہوئے جو

آپ کے محض امداد روحانی سے کامیاب تھے اور ان کو آپ کی اُمت میں ہونے کی محض باطنی اور روحانی نسبت حاصل ہوئی یہ وہ زمانہ تھا جب تک حضور اس عالم میں تشریف نہیں لائے دوسرا وہ زمانہ آیا جس کے لوگ روحانی اور جسمانی دونوں فیض سے مستفیض ہوئے اور ان کو آپ کی امت میں ہونے کی تمنا کی شاید اس کی وجہ یہ ہوئی ہو تاکہ آپ کی اُمت میں ہونے کی شرافت روحانی اور باطنی جس طرح حاصل ہوئی اسی طرح ظاہری اور جسمانی نسبت بھی حاصل ہو جائے بہرحال معراج ہی وہ واقعہ ہے جس میں انبیاء کو حضرت سے ملاقات جسمانی حاصل ہوئی۔ تاسعًا اسماء و صفاتِ حق کے مظاہر کے مجموعہ کا نام ہے کہیں ایجاد کہیں اعدام کہیں کاہش کہیں افزائش جہاں دیکھئے اُسی کی نمائش جو ہے اُسی بے نشان کا نشان جدھر نظر ڈالئے اُسی کی شان ہے حقیقت کا تقاضا ہے جس تجلی کا جہاں ظہور ہو اُس کے اقتضاء کے موافق متکیف ہونے میں نہ قصور ہو نہ عالم سفلی کی تجلیات سے تو ہمارے حضور متکیف ہو ہی چکے تھے اس رات میں عالم علوی کی تجلیات سے بھی متکیف کردئیے گئے۔ فرشتوں نے انی جاعل فی الارض خلیفہ سنکر حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت اور خلافت پر اعتراض کیا تھا۔ معراج ہی کی شب کو حق سبحانہ و تعالےٰ نے حضرت کو عرش بریں پر بُلا کر فرشتوں کے اعتراض کا جواب دے دیا کہ دیکھو تم جن پر اعتراض کرتے تھے یہ افضل اور اعلےٰ ہے لولاک لما خلقت الافلاک معراج کی شب حق تعالےٰ نے حضرت کو وہاں پہنچایا اور وہ دکھایا کہ کوئی نبی آجتک وہاں نہ پہنچا اور نہ دیکھ سکا۔ صفحۂ خاک کے رہنے والے تو اُلفت کے شکار تھے ہی ساکنانِ افلاک بھی دام محبت کے گرفتار ہوئے ایک شب دید وادید کی ٹھیری ان کے غلبۂ شوق سے آپ کو صفحۂ خاک سے طبقات افلاک پر جلوہ فرما ہونے کی تکلیف دی گئی حق تو یہ ہے کہ ہر جگہ ایک ہی بود کی نمود ہے۔ نزول میں اُسی کا ہبوط تھا عروج میں جس کا صعود ہے۔ ظاہر میں تو روح الامین اس روح الروح اور جانِ جان کو لینے آئے اور براق برق آئین بالگام و زین ہزار تزئین ہمراہ

اسئے۔ لیکن آیہ کریمہ سبحان الذی اسرے بعبدہٖ ہدایت کرتی ہے کہ لیجانے والا کوئی اور ہے یہاں تجلی طور سے نرالا طور ہے جانا اور ہے لے جانا اور آنا اور ہے لانا اور ہے

چو خود بردند اور ادر حقِ او قدرا سے گفتند
بموسیٰ لن ترانی فرق فضلِ او از اینجا کن

حضرت کو وہاں لے گئے جہاں کسی کا خیال نہ پہنچا وُہ دیکھا سُنا جس کی فہم میں عقل نارسا۔ شعر

پڑے ہوتے ہزار پردے کلیم دیکھو تو جب بھی غش تھے
میں اُس کی آنکھوں کے صدقے جس نے یہ جلوہ یوں بے حجاب دیکھا

از حسن فضلے قاب قوسین — رفتہ بحرم سرائے او دنے
در بزم وصال دوست خوردہ — مے ز قدح دنے تدلّےٰ
مست آمدہ تا بروزِ محشر — از جام جمال حق تعالےٰ

یہ کون کہے ادھر سے طلب نہ تھی اشارۃً وکنایۃً اس دولت کی تمنّا کب نہ تھی لیکن طالب کو مطلوب مطلوب کو طالب بنانا دونوں میں عینیت کی شان دکھانا۔ کیا جانئے کون میزبان تھا کس کی مہمانی تھی یہاں اُدھر سے ارنی ہے جدھر سے لن ترانی تھی تشبیہ نے تنزیہ میں مقام پایا دیدۂ حق بین کو موقع نظر فیہ کا ہاتھ آیا حدوث قدم کا مہمان ہُوا وجوب امکان کا میزبان ہُوا فنا و بقا کے اجتماع سے مرج البحرین یلتقیان ہُوا حق تو یہ ہے کہ سماء ذات البروج کے عروج سے مقصود نہ آپ کا دیکھنا نہ اپنا دکھانا تھا یہ بھی صحیح لیکن فی الحقیقت حسن بے چون کو جمال محمدی کے پیرایہ میں دکھا کر سبحان ملکوت کو جو نادیدہ مشتاق تھے آپ کا شیدائی بنانا اور فرش زمین سے عرش بریں تک ساری کائنات کو آپ کے زیر قدم ڈالکر سرفراز فرمانا تھا۔ اس لئے کہ من رأنی فقد رأی الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے جناب حق کو دیکھا جس کی شان ہو وہاں قرب و بعد غیبت و حضور کا کیا گمان

ہو کامل کی تکمیل کیا حاصل کی تحصیل کیسی غرض جبرئیل امین نے عرض کیا۔ ؎

اے پایۂ اوّل تو معراج | نعلین تو فرقِ عرش را تاج
عمرے بہزار دیدۂ افلاک | گردیدہ بگردِ خطۂ خاک
برخیز و بدیدہ اش بنہ پائے | بر سر بکنی چو افسرش جائے

بہر حال حضور عالم بالا تک پہنچے روحانیوں میں آپ کے قدوم کی دھوم تھی ہر طرف شوق و تمنّا کا ہجوم تھا ہر جانب عشاق شیدا شوق دید کے لئے صف بصف استادہ کوئی دل نچھاور کرنے کو تیار کوئی جان قربان کرنے پر آمادہ کوئی فرط شوق سے یوں نغمہ سرا۔ ؎

کالبدرت ملک وملک ملتجی | جئت الینا ولنعم الجیسی

کوئی غایت اشتیاق میں یوں گرم ترنم ؎

صد جان اگرم بود نثار تو کنم | جان چاکر لعل آبدار تو کنم
گر با من دل خستہ برائے نفسے | دل بندۂ زلف تابدار تو کنم

کوئی تحیّر کے عالم میں اشارۃً یوں بتاتا ؎

فدا جن کی ہر ادا پر ہر نبی ہیں
یہی والی ہیں سارے بیکسوں کے
انہیں سے ٹھیک ہے سامانِ عالم
انہیں پر دونوں عالم مر رہے ہیں
انہیں کی ذات ہے سب کا سہارا
یہی کرتے ہیں ہر مشکل میں امداد

یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں
یہی فریاد رس ہیں بے کسوں کے
انہیں پر ہے تصدق جانِ عالم
انہیں پر جان صدقہ کر رہے ہیں
انہیں کے در سے ہے سب کا گذارا
یہی سنتے ہیں ہر بیکس کی فریاد

کوئی جان باختہ بے ساختہ یوں زبان پر لاتا ؎

قدیم آپ کے خدمت گذار ہم بھی ہیں | بس اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی ہیں

کوئی گدا کوئی بادشاہ دوسرا کا یوں صدا دیتا ؎

فقیرو جھولیاں اپنی سنبھالو | بڑھو سب حسرتیں جی کی نکالو

پکڑ لو ان کا دامن بے نوا ؤ ۔۔۔ مراد مہ ہے جو مانگو سو پاؤ
چلو تو سامنے پھیلا کے دامن ۔۔۔ یہ سب کچھ دینگے خالی پاکے دامن

معجزے کے معنے خرق عادت کے ہیں جو مدعی رسالت سے ظہور میں آئے اور جو غیر نبی سے واقع ہوتا ہے یعنے جس سے ولایت عبارت ہو وُہ کرامت کہلائی جاتی ہے۔ جو عوام مومنین سے ظاہر ہو اُسے معونت کہتے ہیں۔ جو فاسقوں اور کافروں سے واقع ہوتا ہے اُسے استدراج کہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یُوں تو بہت سے معجزے نہایت عجائب وغرائب ہیں کہ اور انبیاء مرسلین کو اُس میں شرکت نہیں تاہم واقعۂ معراج نہایت ہی بزرگ ترین معجزات سے ہے جیسا کہ آیۃ کریمہ سُبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً میں ارشاد ہوتا ہے۔ پاک و افضل اور برتر ہے۔ وُہ ذات کہ لے گیا اپنے بندہ کو اسرے رات کے سفر کو کہتے ہیں۔ بعبدہٖ عرب کے محاورہ میں عبد غلام یا بیٹے کو کہتے ہیں۔ اور غلام بھی کیسا جو بیٹے سے بڑھ کر محبُوب اور پیارا ہو۔ خدا کا بندہ ہوتا یا بندہ کہلاتا ایسی ویسی شرافت نہیں ہے۔ اتنے بڑے احکم الحاکمین کا عبد ہونا یہ ایک بڑی بزرگی ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے کو عبدیت کی شان نہایت مقبول اور پسندیدہ ہے۔ اس لئے اکثر مقامات پر حضرت کو عبدیت کے ساتھ یاد فرمایا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ غرض یُونہی ارشاد ہوا کہ بُلایا اپنے بندہ کو بلکہ لے گیا یعنے بُلانے اور لیجانے والا بھی تو ساتھ تھا اور لے گیا جبرئیل امین کا ہونا ایک بہانہ تھا ؎

کتابِ خط ہی کے دھوکے میں رہ گئے اغیار ۔۔۔ وُہ یار آپ ہی آیا بھتا نامہ بر ہو کر

چھیکیں لیلاً رات کے ایک جزحصّے میں لیلۃً اگر ہوتا تو اُس کے معنے یہ ہو سکتے کہ ساری رات کی رات سفر میں صرف ہو گئی لیکن یہاں آناً فاناً جانا ہوا حتےٰ کہ کنڈی حجرہ مبارک کی ہل رہی تھی۔ بستر شریف ہنوز گرم تھا اس واقعہ کے اکثر اربابِ[1] عقل منکر ہے لیکن

[1] یہیں پر عقول متوسطہ والوں کے اعتراض کا جواب بھی ہے۔ توپ کا گولہ ذرا سی بارود دیکھو صفحہ ۸۹

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کیا مشکل ہے۔ غرض ارشاد ہوتا ہے کہ لے گیا اپنے بندہ کو مختصر حصہ رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصےٰ تک حضرت کا مسجد الحرام سے مسجد اقصےٰ تک کا جانا تو کتاب اللہ تعالےٰ سے ثابت ہے اور منکر اُس کا کافر ہے اور وہاں سے آسمان پر آپ کا تشریف لے جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے منکر اُس کا بدعتی اور فاسق ہے۔ جمہور علماء وصحابہ اور تابعین سب کو اس پر اتفاق ہے کہ وجود اسریٰ ومعراج کا حالت بیداری میں جسم کے ساتھ واقعہ ہوا ہے۔ اور بعضے اس طرف گئے ہیں کہ معراج رُوح کے ساتھ خواب کی حالت میں ہوئی ہے اور اس پر تو سبھی کا اتفاق ہے کہ رویائے انبیاء وحی ہے۔ کہ اس میں شک وشبہ کو دخل نہیں ہے۔ اُن کے دل جاگتے رہتے ہیں عارفین کہتے ہیں کہ حضرت کو ۳۴ مرتبہ معراج ہوئی ہے ایک تو مجسم حالت بیداری میں اور باقی رُوح کے ساتھ خواب میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس واقعۂ معراج کی نسبت بعض اعتراض کرتے ہیں کہ سفر بیداری میں مسجد الاقصےٰ تک ہوا جیسا کہ آیۃ کریمہ سے ظاہر ہے۔ اب اگر اس کے بعد بھی جسم کے ساتھ وقوع ہوا ہوتا تو اُس کا ذکر فرمادیا جاتا لیکن آیۃ کریمہ میں ذکر مسجد اقصےٰ کی تخصیص بجہت وقوع خلاف ونزاع اور انکار قریش واقع ہوئی ہے اور اُن کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے استفسار علامت ونشانی اور آپ سے امتحان لینے کی وجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶) اور آگ کی حرکت سے کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے۔ اگر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مثل اور نبیوں کے معراج کے لئے استدعا کرتے یا اپنی مرضی سے جاتے تو آناً فاناً جانا اور آنا کسی حد تک غیر ممکن بھی ہوسکتا تھا لیکن حضرت نہ تو اپنی خواہش سے گئے اور نہ تن تنہا بلکہ سبحان الذی کا اطلاق تو اس پر ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لیجانے والا کوئی اور ہی تھا وہی جو پاک وافضل سب سے اعلےٰ اور برتر ہے دُوسرے یہ کہ کسی غیر ملک میں اجنبی یا غیر مذہب لوگوں سے ریل یا تار برقی کا تذکرہ کیا جائے کہ ایک انجن ایسا تیار ہوا ہے کہ مہینوں اور برسوں کا سفر گھنٹے اور چند دنوں میں طے ہوجاتا ہے یا لاکھوں کوس کی خبر چند منٹ میں آسکتی ہے تو اُنہیں اس قدر حیرت سے بڑھ کر یقین نہ آئیگا

سے قولہ سبحانہٗ وتعالیٰ لنریہ من اٰیٰتنا تا دکھاویں اپنی قدرت کے نمونے معراج سمٰوات سے ہے۔ اور اگر حالت خواب میں معراج ہوتی تو کفار کیوں دھوکہ میں پڑ جاتے اور سوالات کرتے کہ دوسرے یہ کہ اسریٰ کا اطلاق خواب پر نہیں ہوتا اس لئے جبکہ سفر مسجد اقصیٰ تک بیداری میں ہوا تو معراج بھی یقینی حالت بیداری میں روح اور جسم کے ساتھ واقع ہوئی اور بعضوں نے قول سبحانہٗ وتعالےٰ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس اور نہیں کیا ہم نے وہ نمود یعنی خواب جو دکھلائی ہم نے تجکو مگر لوگوں کی آزمائش کے لئے۔ سے قصۂ معراج مراد لیا ہے لیکن یہ رویا حضرت کا قضیہ حدیبیہ یا واقعہ بدر سے متعلق ہے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ معراج اُن کے سامنے نہیں واقع ہوئی سبب یہ ہے کہ معراج حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت سے پہلے ہوئی ہے اور حضرت انسؓ آپ کی خدمت میں ہجرت کے بعد تشریف لائے ہیں اُس وقت عمر اُن کی سات یا آٹھ برس کی تھی۔ دوسری روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بتاتے ہیں کہ ما فقد[1] جسد محمد تو اُس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت زوجیت سے مشرف نہ ہوئی تھیں بلکہ اُس وقت غالباً پیدا بھی نہ ہوئی ہوں۔ غرض حضرت کو معراج[2] بیداری میں ہوئی اور آپ کے دل نے چشم کو وہم میں نہ ڈالا اور جو کچھ کہ آنکھوں نے دیکھا دل نے اُس سے انکار نہ کیا۔ جیسا کہ

---

[1] نہیں چھوڑا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد مبارک جس کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ آپ کی روح پاک جسم سے علیحدہ نہیں ہوئی ۱۲

[2] جو فلاسفر معراج کے معتقد نہیں اور کہتے ہیں کہ جسم ثقیل کا بجانب علو عروج کرنا ناممکن اور افلاک پر خرق والتیام ناجائز تو یہ خلاف طریقہ اسلام کے ہے جو خدا اور اُس کے رسول نے فرما دیا وہ آمنا اور صدقنا اہل فلاسفہ تو در اصل منکر انبیاء و مرسلین ہی ہیں اور بعض تو وجود آسمان ہی کے قائل نہیں اُن کی رہبر اُن کی عقل ہے ہم کو اُن سے کیا سروکار۔ بہت سے ایسے بھی تو ہیں جو کل واقعہ معراج سے منکر ہیں یا نہیں لیکن یہ تو مسلم ہے کہ جلسہ ذکر معراج کو بدعت سمجھتے ہیں ۱۲

اللہ تعالیٰ آپ کی بصیرت کی تعریف فرماتا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی بھکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ معراج کا قصہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اکثر احادیث میں واقع ہوا ہے مشہور اُس میں حدیث طویل ہے جو بخاری و مسلم نے قتادہؓ سے آپ کے قلب شریف کا شق ہونا اور آب زمزم سے سونے کے طشت میں لا کر سینہ مبارک کو دھونا اور پھر حکمت و ایمان سے پُر کرنا نقل کیا ہے شق صدر شریف اوّل عہد طفلی میں کہ آپ حلیمہ سعدیہ کے گھر تھے۔ دوسری حالت بلوغت میں جب عمر شریف دس برس کی تھی۔ تیسرے وقت رسالت کے۔ چوتھے واقعہ معراج میں چار مرتبہ واقع ہوا ہے تاکہ بکمال طہارت وصفات دریافت عالم ملکوت میں مستعد ہوں اور چونکہ نماز نمونہ معراج ہے جس میں وضو لازم پہلے رکھا گیا ہے۔ اس لئے قبل معراج طہارت ظاہری مناسبت اور اس لئے چونکہ موسےٰ علیہ السلام کا شق صدر نہ ہوا تھا اِس لئے دیدار الٰہی سے مشرف نہ ہُوئے بعضے اس سے بھی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شق صدر علت موت کی ہے حیات میں ممکن نہیں لیکن خدائے برتر کے نزدیک جو مار کر بھی جلا دیتا ہے کچھ دشوار نہیں ہے۔ سونے کا طشت لانا اس جہت سے ہوا کہ اس سے تکریم و تعظیم پائی جاتی ہے اور چونکہ حضرتؐ کی ذات جمیع عالم سے مکرم و معظم ہے اس لئے سونے کا طشت موزوں سمجھا گیا۔ دوسرے سونا معدنیات سے ہے اس میں زنگ نہیں لگتا۔ اور چونکہ حضرتؐ کا قلب مبارک بھی فتنہ وفساد اور کدورت سے صاف تھا سونا مناسب سمجھا گیا۔ تیسرے جنت میں لوگ سونے کا زیور پہنیں گے اِس لئے حضرتؐ کے لئے پہلے استعمال مناسب تھا اب اگر یہ کہا جائے کہ سونا شریعت محمدیہ میں حرام ہے تو اُس کا یہ جواب ہے کہ اُس کا استعمال عالم دُنیا کے لئے نہ تھا بلکہ عالم سمٰوات کے لئے۔ دوسرے یہ کہ حضرتؐ نے خود اُسے استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ جبرئیلؑ نے۔ تیسری بات یہ ہے کہ وُہ سونا دُنیاوی نہ تھا بلکہ بہشت سے لایا گیا تھا۔ چوتھا سبب یہ ہے کہ سونا مدینہ منوّرہ میں حرام فرمایا گیا تھا نہ کہ قبل معراج کے۔ اور آب زمزم سے اِس لئے غسل دیا گیا

کہ آبِ زمزم قلب کو تقویت دیتا ہے۔ لہذا سینۂ مبارک مشاہدہ عالم ملکوت کیلئے قوی ہو جاوے۔ دوسری برکت آبِ زمزم میں یہ ہے کہ مریض اس سے شفا پاتے ہیں۔ جس مراد یا آرزو کے لئے پیا جاتا ہے وُہ مقصود بر آتا ہے۔ بعضے علماء کہتے ہیں کہ آبِ زمزم آبِ کوثر سے بھی افضل ہے۔ ورنہ حضرت جبرئیل آبِ کوثر بہشت سے لاتے۔ اور اس پر تو سب کو اتفاق ہے کہ پانی سب سے افضل تو وُہ پانی تھا جو حضرت کی انگشت مبارک سے جاری ہوا۔ یا یہ کہ آبِ زمزم آبِ کوثر سے قریب تھا

الغرض ستائیسویں رجب المرجب کو حضرت بیت الحرام کے اندر حضرت اُمِّ ہانی کے گھر حطیم میں رونق افروز تھے۔ اُس وقت کہ آپ کی آنکھیں بند تھیں اور دل بیدار تھا۔ حضرت جبرئیل چھت پھاڑ کر[1] حجرۂ شریف میں داخل ہوئے اور ایک بُراق[2] برق رفتار ہمراہ لائے اور عرض کیا ؎

تو ئی صدر بدر عالم نفسے مخسپ امشب   کہ بُراق بر در آمد فاذا فرغت فانصب

براق کی نظر کی وسعت تک ایک قدم رکھتا تھا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر سوار کرایا اور جانب آسمان لے گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ آسمان تک براق پر سوار تھے۔ بعضے کہتے ہیں کہ حضرت بُراق پر صرف مسجد اقصےٰ تک گئے اس کے بعد سیڑھی لگا دی گئی تھی۔ اللہ تعالےٰ کا جبرئیل علیہ السلام کو براق لیکر بھیجنا حضرت محبوب رب العالمین کی غایت درجہ کی تعظیم و تکریم کا اظہار کرنا تھا۔ اس لئے کہ جب کوئی اپنے محبوب کو بُلاتا ہے تو خاص خواص کہ محرم و انیس مجلس خاص ہوا کرتے ہیں بھیجے

[1] حضرت جبرئیل علیہ السلام کا چھت پھاڑ کر آنا اس غرض سے تھا کہ حضرت کا سفر بھی عالم بالا کی جانب تھا اور چونکہ قصہ معراج کمال تعجب و حیرت کا واقعہ ہے اس لئے حضرت جبرئیل کا یہ فعل بھی تعجباً واقع ہوا کہ جیسے اللہ تعالےٰ نے ہم کو چھپر پھاڑ کر بھیجا ہے ویسا ہی آسمان کا دروازہ کھلا کر اپنے دیدار سے آپ کو مشرف فرمائے گا +

[2] بُراق کی شکل گھوڑے اور خچر سے ملتی تھی۔ اس لئے کہ گھوڑا لڑائی کے وقت سواری میں کام آتا ہے اور گدھے پر سوار ہونا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے +

جاتے ہیں اور اس طرح کا ہلانا اور جانا اکثر رات کو ہُوا کرتا ہے تاکہ محبوب اغیار کی نظروں سے پنہاں رہے۔ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ بُراق برق سے مشتق ہے بمعنے لمعان یعنی سرعت سفر کی اور قاضی عیاض کہتے ہیں کہ بُراق اس لئے کہا گیا ہے کہ اُس کے دُو رنگ تھے غرض جب حضرت سرور کائنات نے رکاب پر قدم رکھا بُراق نے سرکشی کی حضرت جبرئیل نے براق سے کہا۔ اے براق تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو سرکشی کرتا ہے حالانکہ تجھ پر حضرت محمدؐ رسول اللہ سے بزرگ تر کوئی سوار کہیں نہیں ہُوا بُراق عرق عرق ہو گیا اور مطیع ہو کر زمین پر بیٹھ گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس پر سوار ہوئے اس سے یہ بات دلالت کرتی ہے کہ بُراق کی یہی خواہش تھی کہ اُس پر بجز خاتم النبیینؐ کے کوئی دُوسرا سوار نہ ہو کہتے ہیں کہ ہر نبیؑ کے لئے ایک ایک براق علیحدہ تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہو کر بیت المقدس سے مکہ معظمہ میں حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کو دیکھنے آیا کرتے تھے اور استصعاب براق کا بوجہ ناز طرب اور افتخار کے تھا نہ بطریق استغناء و سرکشی کے جیسا کہ ایک مرتبہ جب حضرت پہاڑ پر تشریف لیگئے اور اُس نے فخر کی راہ سے حرکت کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا اثبت یا ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان حضرت جبرئیل نے رکابؐ ہاتھ سے پکڑی اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی اور بعض روایت میں آیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے

---

[۱] چونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام انبیاء مرسلین اور حق تبارک وتعالیٰ کے درمیان پیام لانے اور لیجانے والے تھے یا یوں سمجھئے کہ تحفۂ نبوت کے دینے والے تھے اس لئے ان کا رکاب تھامنا اس جہت سے تھا کہ تمام انبیاء مرسلین علیہم السلام آپ کے قدموں کے نیچے اور حضرت سب کے سیّد اور سردار قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انا سید اولاد آدمؑ۔

[۲] حضرت میکائیل تمام خلق اللہ میں روزی کے پہنچانے اور تقسیم کرنے والے ہیں اس لئے ان کا لگام منہ کی طرف سے پکڑنا مناسب تھا کہ روزی سامنے سے دیکھا کرتی ہے جسکا معنی یہ ہوا کہ تمام خلائق کے روزی پہنچانے والے وخزانہ الٰہی کے خزانچی اور کنجی بردار حضرت احمد مختار ہی ہیں۔

ردیف بھی تھے۔ آپ وہاں سے زمین نخلستان میں پہنچے حضرت جبرئیل کے کہنے
سے آپ نے وہاں نماز پڑھی کہ وُہ مقام یثرب تھا اُس کے بعد حضرت مولد عیسےٰ پر پہنچے
اور وہاں بھی آپ نے نماز ادا فرمائی پھر آپ نے ایک ضعیفہ عورت کو دیکھا کہ وہ زیورات
سے آراستہ تھی۔ حضرت نے جبرئیل علیہ السّلام سے پُوچھا کہ یہ کون ہے جبرئیل
علیہ السّلام نے کہا کہ چلے چلیئے۔ آگے چلکر آپ نے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے کہ یا
حضرت ٹھہر جایئے حضرت نے پوچھا کہ یہ کون ہے جبرئیل علیہ السّلام نے کہا کہ چلے چلیے
اُسکے بعد آپ ایک جماعت پر پہنچے کہ اُنہوں نے حضرت کو سلام کیا آپ نے جبرئیل
علیہ السّلام کے کہنے سے اُن کے سلام کا جواب دیا آگے بڑھ کر حضرت نے ایک گروہ
کو دیکھا کہ اُن کے سامنے تازہ و لذیذ اور خراب و مُردار دونوں قسم کا گوشت رکھا ہے
لیکن مردار گوشت کی طرف اُن کی رغبت زیادہ ہے آپ نے پُوچھا کہ یہ کون لوگ
ہیں جبرئیل نے عرض کیا یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وُہ ہیں جن کے پاس
حلال بیبیاں موجود ہیں مگر یہ زنا اور حرام کاری کی طرف متوجہ ہیں اور وہ عاجز جسے
آپ نے پہلے دیکھا دنیا ہے اب اُس کی عمر میں صرف اسی قدر زمانہ باقی رہ گیا ہے
جیسا کہ ایک بوڑھی عورت کی زندگی میں خیال کیا جا سکتا ہے۔ اُس کے بعد جس نے
آواز دیا وُہ شیطان تھا اگر آپ اُن کا جواب دیدیتے تو آپ کی اُمت دُنیا کو آخرت
پر اختیار کرتی اور ہوا و ہوس کی طرف مائل ہو جاتی اور اُس جماعت نے کہ آپ کو
سلام کیا ابراہیم و موسےٰ اور عیسیٰ علیہم السّلام تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موسےٰ علیہ السّلام کی قبر پر گذرے دیکھا کہ آپ
نماز پڑھ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اشہد انک رسول اللہ بعد اس کے آپ اقوام
و طوائف انام نیک و بد پر گذرے کہ عالم برزخ و مثال میں اپنے اپنے اعمال میں
مُبتلا تھے اُس کے بعد حضرت بیت[1] المقدس میں پہنچے بُراق کو حلقۂ مسجد میں
باندھ دیا جس جگہ کو باب محمدؐ کہتے ہیں۔ آپ نے وہاں نماز پڑھی ظاہرا یہ ہے۔

[1] بیت المقدس میں چونکہ ہر نبی کا گذر ہوا تھا اس لئے آپ معراج کی شب پہلے (باقی صفحہ ۸۶)

کہ وہ نماز تحیۃ المسجد تھی ملائکہ حاضر ہوئے اور ارواح انبیاء حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسٰی علیہم السلام کی لائی گئیں۔ اس کے بعد اذان ہوئی حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ تقدم یا رسول اللہ آگے بڑھئے حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی۔ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ یہ نماز نفل تھی یا فرض اور اگر فرض تھی تو نماز عشا تھی یا فجر لیکن اس وقت تک چونکہ نماز فرض نہ ہوئی تھی اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز شکرانے کی تھی یا تحیۃ المسجد کی۔ حافظ عماد بن کثیر کہتے ہیں کہ نماز کے بعد ہر ایک انبیاء مرسلین نے اللہ تعالٰے کی حمد و ثنا کا خطبہ پڑھا اور اپنے اپنے فضائل بیان کئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا خلقتنی خلیلا[1] و اعطانی ملکا عظیما حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ تم سب نے خدائے پاک کی ثنا کی جیسا کہ تم کو فضیلتیں دی گئی ہیں اور فرمانے لگے الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین وبشیرا و نذیرا للناس اجمعین وانزل علی الفرقان فیہ تبیان کل شئی وجعل امتی وسطا وجعل امتی ھم الاولون وھم الاخرون وشرح صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحا وخاتما وانا سید الاولین والاخرین ولا فخر یعنی اولین و

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۲) وہیں پر تشریف لے گئے دوسری وجہ یہ تھی کہ کفاروں نے واقعہ معراج سنکر حضرت سے بیت المقدس کے متعلق سوالات کئے تھے۔ اگر حضرت وہاں نہ گئے ہوتے تو کفاروں کو جھٹلانے کا موقع ملتا۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ کوہ طور بیت المقدس کے قریب تھا جہاں حضرت موسٰے کو معراج ہوئی تھی۔ حضرت کو یہ بات جتانی تھی کہ موسٰے کو ہم نے یہیں تک بلا کر واپس کیا اور آپ کو ہم ایسی جگہ بلاتے ہیں کہ جہاں آجتک کوئی نہ پہنچا۔ ۱۲

[5] گو براق فرمانبردار تھا تاہم امت کیواسطے یہ تعلیم منظور تھی کہ جہاں جاؤ یا اترو پہلے اپنی سواریوں کو باندھ دیا کرو۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ھذا۔) [1] یعنی مجھ کو تونے خلیل گردانا اور نفس پر قدرت بخشی جیسا کہ تو دونوں جہان کا حاکم اور قادر ہے ملکا عظیما سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت ہے کہ آپ کی اولاد کو حق تعالٰے نے تمام جہان کی حکومت عطا فرمائی ۱۲

آخرین کو میری ذات سے فخر ہے نہ کہ مجھ کو اُن سے اور اس کو میں فخر کی راہ سے نہیں کہتا
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وبھذا افضلکم محمد اس لئے محمدؐ کو تم سب پر
فضیلت دی گئی اس پر تمام انبیا و مرسلین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر صلوٰۃ
بھیجا اور آپ کی فضیلت و بزرگی کا اعتراف کیا۔ بعد ازاں حضرت بیت المقدس سے
باہر تشریف لائے۔ حضرت جبرئیل نے ایک پیالہ شراب ایک پیالہ دودھ کا آپ کو
پیش کیا اور کہا کہ جو پسند ہو نوش فرمائیے۔ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دُودھ کو
پسند کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت یعنی اسلام کو اختیار کیا۔
حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص خواب میں دیکھے کہ مَیں دودھ پی رہا ہوں اس کی
تعبیر یہ ہے کہ اُسے علم دین حاصل ہو ممکن تھا کہ حضرت شراب پسند فرماتے کیونکہ اُس
وقت تک شراب حرام نہ تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو چونکہ اُس کی حرمت منظور تھی اس لئے
حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اجتہاد کا بھی ثواب ملا اُس کے بعد ایک سیڑھی جنت الفردوس
سے لائی گئی جس کو معراج کہتے ہیں۔ مومنین کو موت کے وقت بھی سیڑھی نظر آیا کرتی ہے۔
داہنے اور بائیں اُس کے ملائکہ تھے کہتے ہیں کہ یہ سیڑھی سونے اور چاندی کی بنی جواہرات
سے آراستہ تھی علماء نے اس میں تطبیق کی ہے کہ ایک ڈنڈا اس کا سونے کا اور ایک چاندی کا تھا
آپ اُس پر چڑھے اور آسمان پر گئے وہاں بعضے انبیاء آپ کی ملاقات کو مامور تھے۔
جب حضور آسمان اوّل پر پہنچے حضرت جبرئیل نے دروازہ کھلایا[1] اسمٰعیل دربان نے
پوچھا کہ تم کون ہو بولے کہ مَیں جبرئیل ہوں اور میرے ساتھ محمدؐ ہیں[2] پوچھا کہ کیا وہ بلائے
گئے ہیں۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ ہاں اسمٰعیل نے مَرْحَبًا وَّ اَهْلًا کہہ کر دروازہ
کھولا حضرت نے آسمان اوّل پر آدم علیہ السلام کو دیکھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا

---

[1] آسمان کے دروازے اس لئے بند تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو جائے کہ یہ دروازے
ہمیشہ بند رہتے ہیں۔ محض آپ کے لئے آج کھولے جاتے ہیں۔ ۱۲ منہ

[2] حدیث میں آیا ہے کہ جب کسی کے مکان پر جاؤ اور مالک مکان پوچھے کہ کون ہو تو یہ نہ کہو کہ میں ہوں
جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا تھا آگا بلکہ اپنا نام لینا چاہئیے۔ ۱۲ منہ

کہ یہ تمہارے باپ حضرت آدم ہیں۔ حضرت نے اُن کو سلام کیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا
مرحبا بابن الصالح والنبی الصالح آپ نے دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی
طرف کچھ لوگ ہیں اُن کو دیکھ کر حضرت آدم خوش ہوتے ہیں اور کچھ بائیں طرف ہیں
اُن کو دیکھ کر وُہ افسردہ خاطر ہوتے ہیں حضرت جبرئیل نے کہا کہ داہنی طرف ان کی
نیک بخت اولادیں ہیں اور بائیں طرف کی فاسق وفاجر یہ سب ابھی اپنے باپوں کی
پشت میں ہیں۔ حضرت وہاں سے بڑھے جب دُوسرے آسمان پر پہنچے جبرئیل
نے دروازہ کھلایا۔ دربان نے پُوچھا کہ تم کون ہو بولے مَیں جبرئیل ہوں اور میرے
ساتھ محمدؐ ہیں۔ دربان نے پُوچھا کہ کیا وُہ بلائے گئے ہیں حضرت جبرئیل نے کہا کہ ہاں
دربان نے مرحبا واھلاً کہہ کر دروازہ کھولا یہاں حضرت نے حضرت یحییٰ اور عیسےٰ کو
دیکھا آپ نے اُن کو سلام کیا انہوں نے جواب میں کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح
حضرت وہاں سے بڑھے جبرئیل نے تیسرے آسمان کا بھی دروازہ اسی طرح سے کھلایا یہاں
حضرت نے حضرت یُوسُف کو دیکھا اور آپ نے اُن کو سلام کیا یوسف علیہ السلام نے جواب
میں فرمایا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح حضرت فرماتے ہیں اِنّہٗ اعطے
شطر الحسن تحقیق کہ اُن کو آدھا حُسن دیا گیا تھا۔ پھر آپ چوتھے آسمان کی طرف
بڑھے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہُوئی آپ نے حضرت ادریس کو سلام
کیا اُنہوں نے بھی جواب سلام میں ویسا ہی فرمایا۔ مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح
پانچویں آسمان پر پہنچے اور حضرت مُوسٰے کو سلام کرکے آگے بڑھے۔ حضرت مُوسٰے
علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور رو کر کہنے لگے کہ میرے بعد اللہ تعالےٰ نے ایک غلام
کو بھیجا اور اُسے برگزیدہ فرمالیا کہ اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت سے زیادہ پہلے
بہشت میں جائیں گے کہتے ہیں کہ یہ بُکا مُوسٰے کی معاذ اللہ حسد کی وجہ سے نہ تھی۔
بلکہ بنظر رحمت اپنی داپنی اُمت کے اس لئے کہ ہر نبی کو اپنی اُمت کے اعمال کے برابر ثواب
ملتا ہے۔ حضرت مُوسٰے کو اپنے ثواب کی کمی کا خیال ہوا۔ کیونکہ آنحضرت کی اُمت بہت زیادہ
جنت میں جائے گی۔ اور اگر بالفرض ایسا بھی ہوتا تو حضرت مُوسٰے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

سے واپسی معراج میں تخفیف نماز پنجگانہ کے لئے کیوں تحریک کرتے اور غلام بصیغہ
کودک بمعنی نوجوان کے کہا نہ اور غرض سے اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھائے گئے کہ اعمال اور علوم خلق کے وہاں منتہی ہوتے ہیں
وہیں سے احکامات آلہی جاری ہوتے ہیں۔ ملائک اس سے زیادہ تجاوز نہیں کرسکتے
اور نہ کوئی بجز حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہاں سے اوپر جاسکا ہے
وہیں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے
آپ نے فرمایا اے جبرئیل یہ مقام دوست کو دوست سے علیحدہ ہونے کا نہیں ہے
جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا۔ ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم

اے کردہ خاکپائے تو با عرش ہمسری — ختم است بر کمال تو ختم پیغمبری

در راہ تو نہادہ فلک صد ہزار چشم — تا جز فراز دیدہ او گام نسپری

تو بر گذشتہ فارغ و آزاد از ہمہ — جائیکہ جبرئیل ندانست رہبری

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

حضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر تمہاری کوئی آرزو ہو تو مجھ سے
کہو میں جناب باری عزاسمہٗ میں عرض کردوں گا۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ میری خواہش
یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ میرے بازو پلصراط پر کشادہ فرماوے تاکہ
آپ کی امت کے لوگ آسانی سے گذر سکیں۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے
کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ ساتویں آسمان پر ہے۔
علماؤں نے اس میں تطبیق کی ہے کہ جڑ اس کی چھٹے آسمان پر ہے اور شاخیں ساتویں
آسمان پر کہتے ہیں کہ وہ درخت بیر کا ہے اس کی جڑ سے چار نہریں جاری ہیں دو بہشت
میں اور دو ظاہر میں نیل و فرات ہیں۔ پھر آپ نے حوض کوثر و سلسبیل ملاحظہ فرمایا
سدرۃ المنتہیٰ کے پھل دیگ کی برابر اور پتے طلائی ہیں۔ ہر برگ پر ایک ایک فرشتہ

متعین ہے۔ یہاں حضرت کو پھر دودھ اور شراب کے پیالے پیش کئے گئے آپ
نے یہاں بھی بیت المقدس کی طرح دودھ کو اختیار فرمایا اور یہاں بھی نماز گذاری
ثُمَّ دُفِعَ اِلَی الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ پھر اس کے بعد آپ بیت المعمور پر اُٹھائے
گئے۔ یہ ایک مسجد ہے کہ اگر بالفرض وہاں سے گرائی جاوے تو ٹھیک خانہ کعبہ
پر گرے۔ آسمان پر اُس کی قدر و منزلت مثل کعبہ زمین کے ہے۔ ستر ہزار فرشتے
روز اُس کے گرد طواف کرتے ہیں۔ دُوسرے دن دُوسرے ستر ہزار فرشتے
آتے ہیں۔ اسی طرح سے تیسرے دن دُوسرے ستر ہزار اور اسی طرح سلسلہ جاری
رہتا ہے۔ آسمان پر کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں فرشتے سجدے میں نہ ہوں اور کوئی
سمندر کا ایسا نہیں جس کے موکل علیحدہ علیحدہ ہوں۔ آسمان پر ایک نہر ہے کہ اُسے
نہر الحیات کہتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام روزانہ اُس میں غوطہ لگاتے اور باہر
آکر اپنا پر جھاڑتے ہیں۔ ستر ہزار قطرے اُس سے گرتے ہیں کہ وہی بیت المعمور
میں جا کر روزانہ نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں نے آسمان پر
صعود فرمایا دیکھا کہ ابراہیم خلیل اللہ بیت المعمور پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں۔ میں نے
اُنہیں سلام کیا اُنہوں نے میرے سلام کے جواب میں کہا کہ مرحبا یا ابن الصالح
والنبی الصالح یہیں پر میں نے اُمت کے اچھے اور بُرے لوگوں کی ارواحیں
دیکھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا کہ اپنی اُمت کے لئے یہ موقع آسانی
ڈھونڈھنے کا ہے آپ اپنی اُمت پر میرا سلام پہنچایئے اور فرما دیجئے کہ جنت کی
باغ بہت بڑی وسیع ہے اور یہاں باغ لگانے کا خوب موقع حاصل ہے اگر وے
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کا ورد کریں۔ حضرت
فرماتے ہیں کہ اُس کے بعد میں مقام مستوی میں اُٹھایا گیا کہ میں نے قلم کی آواز سُنی
جس سے احکامات آلہی لکھے جارہے تھے پھر آپ نے بہشت اور دوزخ کی سیر
فرمائی بہشت کو مقام رحمت آلہی اور دوزخ کو محل غضب اُس کے کا پایا۔ پھر آپ
رفرف سبز رنگ پر بیٹھے اور وہ اوپر کو اُٹھایا گیا جب نوبت قریب رویت آلہی کی

آئی۔ اور حضرت نے تمام عجائب و غرائب طے کر لئے اکیلے رہ گئے تو ستر حجاب اس طرح سے گذرے کہ فاصلہ ایک کا دُوسرے سے پانسو برس کی راہ تھا یہ سب مرحلے بمدد و اعانت حضرت حق جلّ وعلیٰ کے طے ہوتے گئے اس وقت آپ کو کسی قدر حیرت و دہشت محسوس ہوئی۔ آپ نے اپنے قریب ایک آواز سُنی کہ گویا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ رہے ہیں قف یا محمد فان ربک یصلی۔ اے محمدؐ ٹھیر جائیے کہ پروردگار تمہارا نماز میں ہے۔ اس آواز سے آپ کی وحشت دُور ہو گئی اور ایک گونہ تعجب ہوا کہ ابوبکر کی آواز کہاں سے آئی۔ اس کے بعد جناب باری تعالےٰ حق سُبحانہ کی جانب سے کلمات محبّت اور اشتیاق کے جاری ہوئے۔ ندا آئی ادن یا خیر البرّیہ ادن منی یا احمد ادن منی یا محمد اے محمدؐ مجھ سے نزدیک ہو جاؤ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر مرتبہ ستر ہزار حجاب طے کرتے اور نزدیک ہوتے گئے۔ حتےٰ کہ ثم دنی فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ یہ نزدیک پہنچے یہاں تک کہ فاصلہ دو کمان کا رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم کا۔ عرب کا قاعدہ ہے کہ جب دو شخصوں میں معاہدہ ہوتا ہے تو ایک کی کمان دوسرے سے ملا دیا کرتے ہیں۔ گویا کہ اس دن سے یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ جو تمہارا دوست وُہ ہمارا دوست جو تمہارا دشمن وُہ ہمارا دشمن۔ جو اختیار ہمارا وہ تمہارا اور جو تمہارا وُہ ہمارا۔ اس لئے فرماتا ہے۔ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ اور یہ تو قاعدہ عامہ ہے کہ دو قوسین کے ملنے سے ایک سطح دائرہ پیدا ہو جاتا ہے جس کا ایک سرا دُوسرے سے محور میں جا کر ملجاتا ہے گویا دونوں حدوث و قدم آج ایک ہو گئے کچھ فرق کسی قسم کا نہ رہا۔

سلہ اللہ تبارک وتعالےٰ کی نماز اُمت محمدیہ کے حق اپنی رحمت اور سلامتی پہنچانی ہے اور اسی لئے قیامت میں جب سارے انبیاء علیہم نفسی نفسی پکار رہے ہونگے ہمارے حضرت سرور کائنات اُمتی اُمتی فرمائیں گے حالانکہ اس عالت غیض و جلال میں نہ نفسی کہنا ٹھیک نہ اُمتی اُمتی لیکن اُمتی کہنے میں یہ مصلحت ہو گی کہ فوراً آپ کو اُمت کے اعمال اور اطوار یاد پڑ جائیں گے پھر اللہ تعالےٰ کی رحمت اور سلامتی کا فوراً خیال آ جائے گا تو آپ اُمتی اُمتی پکاریں گے اور اس عبدیت کی شان میں ربّی ربّی کا ظہور ہوتا جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

حضرت فرماتے ہیں کہ پروردگار نے اپنے دست قدرت کو میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس سے ٹھنڈک سینہ مبارک میں محسوس ہوئی اور دیا گیا آپ کو علم اولین و آخرین کا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی یعنے کہا جو کچھ کہنا تھا اور سنا جو کچھ سننا تھا غرض جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل گئے اکمل آئے خدا جانے کیا گئے کیا آئے اللہ اکبر جل جلالہ۔ حدیث میں واقعہ ہوا ہے رایت نورا میں نے دیکھا ایک نور کو اور آپ فرماتے ہیں کہ اول ما خلق اللہ نوری سب سے پہلے جو چیز پیدا کی گئی وہ میرا نور تھا۔ بس یہ سمجھئے کہ نور نے نور کو دیکھا۔ رائی مرئی اور مرئی رائی ہو گیا شیر اور شکر کیطرح حل ہو گئے قطرہ کی طرح دریا میں ملگئے۔ یہاں پر قلم عاجز اور زبان قاصر ہے۔ سہ

بدید آنچہ از حد دیدن برون بود	مپرس از ما ز کیفیت کہ چوں بود
آستیں بر رکشید ہمچو مکار آمدی	باخودی خود در تماشا سوی بازار آمدی
خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا	آئینہ امش نہادی خو باظہار آمدی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا کہ اے پروردگار میں حیرت میں ہوں کہ یہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی آواز قف یا محمد فان ربک یصلے میں نے کیسے سنی اور حالانکہ تو نماز گزارنے سے بے نیاز ہے لیکن میں کہتا ہوں سبحانی سبقت رحمتی علی غضبی میری نماز میری رحمت ہے آپ پر اور آپکی امت پر اور جب میں نے دیکھا آپکو خوف طاری ہے تو میں آپ کے یار ابوبکرؓ کی صورت اور لہجہ کا ایک فرشتہ پیدا کر دیا تاکہ آپ انس پکڑیں۔

لے کتب سیر اور احادیث کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو درجہ محبت اور عشق و الفت کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھا کسی دوسرے کو نہیں ہے۔ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ اور رسول کے نام پر اپنی ساری جائداد و مال اور اسباب صدقہ کر دیا صرف ایک کمل یا پوشینہ رہ گئے اور حضرت خود بھی فرماتے ہیں کہ دنیا میں مجھ کو ابوبکر کے مال سے زیادہ کسی کے مال نے نفع نہیں بخشا رضی اللہ تعالے عنہ ۱۲

اس لئے کہ عشق و محبت آپ کے ساتھ ابوبکرؓ سے زیادہ کسی کو نہیں ہے۔ پھر جناب حق نے پوچھا کہ وُہ حاجت جبرئیل کی کیا تھی آپ نے عرض کیا کہ تو دانا تر ہے۔ ارشاد ہوُا کہ مَیں نے اُن کی حاجت اُس کے حق میں قبوُل کی جو آپ کو دوست رکھی۔ جس وقت آنحضرت پہنچے جہاں جانا مقصوُد تھا جبرئیل نے پکارا یا محمد حی ربک اے محمدؐ سلام عرض کیجئے اپنے رب کی حضور میں۔ حضرت نے جیسا کہ کوئی بڑے دربار میں جاکر سلام عرض کرتا ہے۔ حق سبحانہٗ کی حمد و ثنا فرمائی التحیات[1] للہ والصلوات والطیبات یعنی تمام ثنائے حمیدہ و پاکی اور بزرگی اللہ تعالےٰ کو ہے۔ حق تعالےٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ نے بمقتضائے رحمت اور مغفرت اُمت کے حال پر اُمت کو بھی سلام میں شریک فرمالیا اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ سلام ہم پر اور بندگانِ صالحین پر۔ یہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ایک بڑی شفقت و محبت کا اظہار ہم گنہگاروں کے حق میں ارشاد فرمایا سلام ہم پر اور بندگان صالحین پر تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ بندگان صالحین کو تو برگزیدہ فرمالیا اور بقیہ اُمت کو بھُول گئے معاذ اللہ محبوب خدا رسُول دوسرا شفیع روز جزا ہمیں بھُول جائیں کہیں ہوں کسی حالت میں ہوں ہمیں بھُولنے والے نہیں ہم انہیں بھُول جائیں تو ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ گنہگار معصیت کار نالائق محسن کش۔ احسان فراموش لیکن وُہ بھول سکتے ہیں اُن کے بھُولنے پر ہمیں کون پُوچھنے والا ہمارے دُکھ درد کا کون دوا دینے والا ہمیں تو ایک اُسی سرکار کی ذات عالی کا سہارا ہے۔ جہالت کی بھُول بھلیاں میں بھٹکتے پھرتے تھے محمدؐ رسُول اللہ نے رہبری کی اگر کہیں آپ نے تغافل فرمایا تو بس دین و دُنیا دونوں اکارت اور بے کام ہوگئی تو دیکھئے فرماتے ہیں السَّلَامُ عَلَیْنَا صیغہ جمع میں کہ سلام ہم سب پر ہو یعنی ہم گنہگاروں کو اپنی ذات بابرکات کے ساتھ

[1] حضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے چونکہ تین باتیں التحیات۔ والصلوٰۃ۔ والطیبات عرض کی تھیں اس لئے وہاں سے بھی ان تینوں باتوں کا جواب ارشاد ہوُا۔ سلامتی۔ رحمت اور برکت ۱۲

شامل کر لیا تب بندگان صالحین کو شریک فرمایا بس فرشتے کہنے لگے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ

غرض جب حضرت خاتم النبیین سید المرسلین فریاد رس تشنہ کامان محشر آبرو بخش اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ نور عینین کونین ندیم حریم قاب قوسین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ روحی فداہ وہاں سے مالامال ہو کر واپس چلے عرض کرنے لگے خداوندا ہر شخص کے لئے سفر میں تحفہ ملتا ہے میرے لئے کیا چیز عنایت ہوئی ارشاد ہوا کہ ہم نے آپ کی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض کی۔ جب آپ لوٹے تو حضرت موسےٰ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس سفر میں کیا ہدیہ ملا؟ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے لئے پچاس وقت کی نماز فرض فرمائی گئی۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بنی اسرائیل کا خوب سا امتحان لیا ہے اور ان کو اندازہ کر چکا ہوں آپ کی امت سے اِس قدر نماز ہرگز ادا نہیں ہو سکتی۔ آپ جائیے اور اللہ تعالےٰ سے نماز میں تخفیف[1] کرائیے۔ غرض حضرتؐ وہاں سے لوٹے اور جناب باری عز اسمہٗ کی درگاہِ عالی میں التجا شروع کی وہاں سے صرف پانچ وقت کی نماز کم کر دی گئی۔ جب آپ وہاں سے چلے تو حضرت موسیٰؑ

[1] جاتے وقت حضرت موسےٰ علیہ السلام آنحضرتؐ کو چھٹے آسمان پر ملے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ ساتویں آسمان پر۔ ممکن ہے کہ حضرت موسےٰ آپ کی پیش قدمی کے لئے آتے وقت ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم کے پاس آ گئے ہوں۔ تخفیف نماز کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ فرمایا حالانکہ آپ حضرت رسول مقبول کے جد امجد ہیں۔ مفسرین کہتے ہیں کہ آپ خلیل اللہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے سبب سے آپ کا سکوت فرمانا بجا تھا اور چونکہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں۔ کلام کرنا تو ان کا کام ہی تھا اس لئے ابراہیم علیہ السلام سے پہلے حضرت موسےٰ ہی نے سبقت کی۔

نے آپ کو پھر واپس بھیجا کہ جاکر اور تخفیف چاہیئے۔ غرض حضرت بار بار جاتے اور نماز
م کراتے حتےٰ کہ یہ پانچ وقت کی نماز باقی رہ گئی تو حضرت موسےٰ علیہ السلام نے پھر
ما کہ اس قدر بھی آپ کی اُمت سے ممکن نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
رمایا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے بار بار کہتے ہُوئے شرم آتی ہے مَیں نے
منظور کر لیا اللہ تعالےٰ کے یہاں سے ارشاد ہُوا کہ ہم نے ان پانچ وقت کی
از کا وہی ثواب رکھا ہے کہ جو پچاس وقت کا تھا۔ حضرات صوفیہ کرام کہتے ہیں
طرفین کو یہ بات تو معلوم تھی ہی کہ تعین نماز کا پانچ وقت ہو گا لیکن اس تاخیر
ں حبیب کو محبوب کے ساتھ گفتگو کرنے کا ایک موقع ہاتھ آ گیا تھا کہ چلتے چلتے
از کے بہانہ سے کچھ دیر بات چیت ہوتی جائے اللہ اکبر جل جلالہٗ وعم نوالہٗ۔ ۵

معراج کی شب نبی کا جانا آنا	اُسکے نزدیک جو رگِ جان سے بھی پاس
جانا تھا نفی وہاں سے آنا اثبات	یہ دَور تھا سحر ذکر پاسِ انفاس

ب آپ معراج سے لوٹے تو دُوسرے دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متحیر
بیٹھے ہُوئے تھے کہ یہ قصّہ معراج کا لوگوں سے کس طرح کہوں یہ کفار کس طرح باور
رینگے کہ اُن لوگوں نے دیکھا اور حضرت سے پُوچھا کہ کیا کوئی آج عجیب بات
انے والے ہو جس کی وجہ سے تم کو سکوت ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اگر تم یقین
رو تو میں تم سے معراج کا قصّہ کہوں غرض حضرت نے اُن سے سارا قصّہ معراج
ا بیان فرمایا کفار ہنسنے لگے اور تکذیب حضرت کی شروع کی ابوجہل نے حضرت

۵ ان پانچ وقت کی نمازوں کا منظور فرمالینا اس سبب سے تھا کہ اس سے پہلے پانچ پانچ وقت کی
از کم ہُوئی تھی حضرت نے مصلحت نہ سمجھی کہ ان پانچ وقت کی تخفیف کے لئے اصرار فرمائیں اور حسب
اعدہ یہ بھی واپس لے لیجائیں در آنحالیکہ تحفۂ معراج لینا ضروری تھا یا آپ نے یہ خیال فرمایا کہ پانچ
پنچ نمازوں کی تخفیف سے شاید یہی مراد ہو کہ یہ بقیہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کی جائیں گی۔
س لئے بقیہ تحفہ معراج آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول کر لیا ۱۲ +

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا کہ اگر آج اپنے دوست کی باتیں سُنو تو تم بھی تعجب کروگے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات میں بیت المقدس گیا اور وہاں جاکر نماز پڑھی اور یہ یہ کچھ دیکھا اس بات کو تم یقین کروگے آپ نے کہا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ عجائبات پر ایمان رکھتا ہوں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ میں آسمان پر گیا اور لوٹ گیا تو میں اس کی بھی تصدیق کرتا ہوں چہ جائیکہ بیت المقدس تک جانا۔ اسی روز سے آپ کا لقب صدّیق ہوا۔ پھر کفاروں نے امتحاناً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیت المقدس کے متعلق اپنے قافلہ کے حالات دریافت کرنے شروع کئے جس کے سلسلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے معجزہ ردشمس کا ظہور میں آیا۔ جس کا بیان پہلے واقع ہوچکا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَارِکْ وَسَلِّمْ

صحابہؓ اور تابعینؒ نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ وسلم نے شب معراج میں حضرت حق سُبحانہٗ وتعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ نہیں دیکھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر لیکن شیخ اکبرؒ کہتے ہیں کہ جب چشم واحد ہو تو نہ دیکھنا کیا معنے۔ اور ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم اور تابعینؒ نے اقرار کیا حضرت ابن عباسؓ سے لوگوں نے پوچھا کہ آیا دیکھا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پروردگار کو شب معراج میں۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک آپ نے دیکھا اور خدا تعالےٰ نے عطا کیا خلت ابراہیمؑ کو کلام حضرت موسےٰ کو اور رویت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو۔ حضرت حسن بصری

سے منقول ہے کہ بخدا دیکھا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کو۔
حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ بھی اسی طرف گئے ہیں۔ اور محدثین یہ بھی کہتے ہیں
کہ معراج اتم مقامات و اقصٰی کمالات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔
کہ کسی انبیاء مرسلین کو نصیب نہیں ہوئی مقام تعجب ہے کہ ایسی جگہ جہاں کوئی نہ پہنچا
ہو لیجاکر اپنے دیدار سے محروم رکھیں اور حضرت اس بات سے راضی ہو جائیں اگرچہ
معنے رضائی آلہی اور کمال بندگی اور ادب کے یہی ہیں کہ سوال نہ فرماتے اور ذوق
کلام آلہی سے مست ہو جاتے۔ لیکن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت
ایزدی کے نزدیک کمال محبوبیت کا ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ حجاب حائل رہ جاتا۔

ہزار پردے میں مشتاق دیکھ لیتے ہیں　　　اُسے حجاب تھا موسٰی کو تو حجاب نہ تھا

کہتے ہیں کہ موسٰے صرف بوجہ سوال اور طلب کے محروم دیدار رہے
جیسا کہ کبھی بے طلب اور بلا خواہش عطا و بخشش ہو جاتی ہے اور کبھی ہزار ناک
رگڑیئے اور لاکھ التجا کیجئے مگر وہاں ہر خواہش رد اور ہر طلب نامقبول اور بعض
ارباب لطائف لکھتے ہیں کہ حضرت موسٰے علیہ السّلام کا محروم دیدار رہ جانا
اس وجہ سے تھا کہ یہ نعمت کبرٰے ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ
کی تھی اور آپ اُس وقت تک مشرف بروئیت آلہی نہ ہو چکے تھے۔ اس لئے
حضرت موسٰے علیہ السّلام ناکام واپس ہوئے۔ فقط +

باختتام رسید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم

حرم شریف مدینہ منوّرہ کا سطحی خاکہ

یہ نقشہ ایڈیٹر صاحب صوفی اپنے گذشتہ حج میں مدینہ منورہ سے ہمراہ لائے تھے۔ یہ ایک ترک انجینئر نے موقع کی پیمائش کرکے پیمانہ سے بنایا ہے۔ نہایت عمدہ متبرک اور عجیب چیز ہے۔ مسجد نبوی میں جہاں جہاں ستون ہیں نقشے میں وہاں ایک چھوٹا سا دائرہ بنا دیا ہے۔ حضرت سرور کائنات کے عہد مبارک میں مسجد میں جس قدر حد تھی اس کو سبز رنگ دیا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ حضرت عثمان بن عفانؓ اور خلفاء نے اپنے عہد میں جس قدر ایزادیاں کی ہیں سب علیحدہ علیحدہ رنگ سے دکھائی گئی ہیں ریاض جنت کا ٹکڑا جس کے ستون کا رنگ موقع پر تمیز کے لئے زرد رنگ ہے نقشہ میں بھی ستونوں پر یہی رنگ دیا گیا ہے۔ باب الرحمۃ۔ باب السلام۔ باب النساء باب جبریل۔ باب المجیدی وغیرہ سب عین مطابق موقع پیمانے سے بنائے گئے ہیں روضہ شریف جناب رسول مقبول صلعم اور حضرت ابابکر صدیقؓ حضرت عمر خطابؓ کی اصلی جگہ موقع پر ظاہر کردی گئی ہے سٹور (مخزن) اور کتب کے کمروں بستان فاطمۃ الزہرا۔ بیر فاطمہؓ اور دیگر ضروری مقامات بھی دکھائے گئے ہیں۔ منبر محراب النبی صلعم۔ محراب عثمانؓ۔ جائے تکبیر سب دکھلائے گئے ہیں۔

یہ نقشہ پانچ رنگوں میں تیار کرایا گیا ہے معہ رول وکپڑا روغنی نقشہ کی قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) ہے جو ان خوبیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی قیمت نہیں۔

ملنے کا پتہ

منیجر کارخانہ صوفی آب حیات ڈاکخانہ صوفی آب حیات پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

تیرھویں صدی ہجری کے مجدّد

جو بہ اتباع سنت حضرت سرور کائنات محض اُمّی تھے۔ لیکن آپ کو
جناب رسُول مقبول صلعم کی جسمی زیارت نصیب ہوئی۔ جن کو غیب سے
خوان نعمت ملا کرتے تھے۔ جن کی سواری کے جانور حرام غذا نہ کھاتے
تھے جب وہ نواب امیر خاں والئے ریاست ٹونک کی فوج میں بطور
سپاہی کام کرتے تو انگریزی سپہ سالار فوج آپ کے ہمراہ دشمن کے دستہ
میں آگیا اور جنگ سے تائب ہوا۔ جن کے دشمن آپ کو قتل کرنے آتے
تو مرید دست بیعت ہو جاتے جن کے خدام کو ہمیشہ غیب سے خرچ ملتا تھا
جن کی دعا سے شیعہ عالم رویا میں خود حضرت سرور کائنات روحی فداہ سے
نصیحت پا کر رافض سے تائب ہوا جن کی دعا سے دیوانے ہوشیار اور کسبیاں
تائب ہو کر نیکوکار ہو گئیں۔ جو حج پر گئے تو راستے میں انگریزوں نے دعوت
دی۔ جن کی مخالفت سے بڑے بڑے ہوشیار مجنون ہو گئے۔ جن کے ہاتھ پر
ایک مالدار ہندو سیٹھ سچا خواب دیکھ کر مسلمان ہوا جن کے قافلے کو غیبی اونٹوں
نے عدن پہنچایا۔ غرض جن کی کرامات کا سلسلہ ایک بحر ناپیدا کنار تھا۔ اس
بزرگ کے حالات و کرامات کے لئے آپ پونے تین سو صفحہ کی کتاب
سوانح احمدی یعنے حالات حضرت سید احمدؒ صاحب بریلوی منگا کر ملاحظہ
فرماویں۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک دو روپے .. .. .. (عگر)

المشتہر

منیجر کارخانہ صُوفی آب حیات ڈاک خانہ صُوفی آب حیات پنڈی بہاؤالدین
ضلع گجرات

دیارِ حبیب صلعم کے قابلِ دید مناظر کے عکسی تصاویر

یہ فوٹو نہایت محنت سے تیار کرائے گئے ہیں۔ پہلے دس فوٹو تیار تھے اب اکیس فوٹو کا سٹ تیار ہے۔ قیمت فی عدد تین آنے اکیس فوٹو کا سٹ مکمل (عہ/) دس فوٹو (عہ) علاوہ محصول ڈاک ❖

(۱) روضہ شریف حضرت سرورِ کائنات صلعم کا رنگین فوٹو (۲) کعبۃ اللہ بیت اللہ شریف کا فوٹو سیاہ ریشمی غلاف اور اس پر سنہری حروف جو فوٹو میں اچھی طرح پڑھے جاتے ہیں (۳) مدینہ منورہ کا نظارہ (۴) مکہ معظمہ میں نمازِ جمعہ کا دلچسپ نظارہ (۵) میدانِ عرفات میں لوگوں کے خیمے اور قاضی صاحب کا جبلِ رحمت پر خطبہ پڑھنا (۶) شیطان کو کنکر مارنے کا نظارہ یعنی رمی (۷) میدانِ منا میں حاجیوں کے کیمپ اور مسجد خیف کا سین (۸) جنت المعلےٰ واقعہ مکہ معظمہ جس میں حضرت خدیجہؓ حرم رسول کریم صلعم اور حضرت آمنہؓ والدہ حضرت سرورِ کائنات کے مزار کے فوٹو بھی ہیں (۹) جنت البقیع جس میں مزاراتِ اہلِ بیت و اُمہات المومنین و بنات النبی حضرت عثمان غنی و شہدائے بقیع وغیرہ (۱۰) کعبۃ اللہ کے گرد حاجی طواف کر رہے ہیں (۱۱) کوہ صفا و مروہ اور وہاں جو کلام مجید کی آیت کریمہ منقش ہے وہ فوٹو میں حرف بحرف پڑھی جاتی ہے (۱۲) روضہ شریف حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سادہ فوٹو (۱۳) مسجد حضرت عائشہ صدیقہؓ جہاں سے حاجی عمرہ باندھتے ہیں (۱۴) محمل شامی کا میدانِ عرفات میں قابلِ دید نظارہ (۱۵) محمل مصری کا شاندار سین۔ (۱۶) پرانے مدینہ میں اسلام کی پہلی مسجد قبا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے اول تیار کی اور کرائی (۱۷) سیدنا امیر حمزہ کا مزار جو جنگ اُحد میں شہید ہوئے (۱۸) بیت المقدس کی مسجد اقصےٰ (۱۹) حرم شریف بیت المقدس میں رحمت اور توبہ کے دروازے (۲۰) صخرہ یعنی وہ بہشتی پتھر جو مسجد اقصےٰ میں معلق تھا اس کا فوٹو اور مسجد کے اندر کا قابلِ دید نظارہ (۲۱) بیت المقدس میں مسجد سیدنا حضرت عمرؓ اور شہر کا عام دلچسپ سین ❖

یہ وہ نقشے نہیں جو بمبئی وغیرہ کے بازاروں میں عام طور پر فروخت ہوتے ہیں۔ یہ اصلی فوٹو ہیں اس لئے آپ ان کو منگا کر اپنے مکانوں اور کمروں کو زینت بخشیں۔ روضہ شریف کا رنگین فوٹو قیمت ۲/ سائز ہر ایک فوٹو ۱۴×۱۱-۱۰ انچ ہے لیکن مکمل سٹ کے ساتھ یہ رنگین فوٹو اسی قیمت یعنی (عہ/) میں دیا جاتا ہے علیحدہ ۲/ کو ملتا ہے ❖

ہندوستان میں عرفان کی پہلی تجلی یعنی حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی میں بہترین کتاب۔ قیمت ۵/۰

شمس تبریز مولانا روم علیہ الرحمۃ کے مرشد حضرت خواجہ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و خوارقِ عادات میں کتاب اعلیٰ درجہ کی تصنیف ہے۔ قیمت ۶/

آئینہ خود شناسی تصوف کی بےنظیر و لاجواب کتاب ہے خداشناسی خدارسی کا رہبر۔ قیمت ۶/

المشتہر

مینجر کارخانہ صوفی آبحیات ... پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات